

بسم الله الرحمن الرحيم

نحمده ونصلّى على رسوله الكريم

وعلى عبده المسيح الموعود

جماعت احمدیہ برطانیہ کا تعلیمی، تربیتی اور معلوماتی مجلہ

لندن

ماہنامہ

الأخبار الأحمدية

شمارہ ۵

تبرک، اخاء، بہجری شمسی، ۱۴۳۳

محرم، صفر، ربیع الاول، بہجری قمری ۱۴۳۳

ستمبر، اکتوبر ۲۰۲۴ء



حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”دعا جو خدا تعالیٰ کے پاک کلام نے مسلمانوں پر فرض کی ہے اس کی فرضیت کے چار سبب ہیں۔ ایک یہ کہ تاہر ایک وقت اور ہر ایک حالت میں خدا تعالیٰ کی طرف رجوع ہو کر تو حید پر پختگی حاصل ہو کیونکہ خدا سے مانگنا اس بات کا اقرار کرنا ہے کہ مرادوں کا دینے والا صرف خدا ہے۔ دوسرا یہ کہ تا دعا کے قبول ہونے اور مراد کے ملنے پر ایمان قوی ہو۔ تیسرا یہ کہ اگر کسی اور رنگ میں عنایت الہی شامل حال ہو تو علم اور حکمت زیادت پکڑے۔ چوتھے یہ کہ اگر دعا کی قبولیت کا الہام اور روایا کے ساتھ و عددہ دیا جائے اور اُسی طرح ظہور میں آوے تو معرفت الہی ترقی کرے اور معرفت سے تقین اور یقین سے محبت اور محبت سے ہر ایک گناہ اور غیر اللہ سے انقطاع حاصل ہو جو حقیقی نجات کا شمرہ ہے۔“

(ایامِ اصلاح صفحہ ۱۲۳۔ تفسیر حضرت مسیح موعود جلد اول صفحہ ۶۷۲)

صفہ

فہرست مضمومین

4

قال اللہ تعالیٰ، قال الرسول ﷺ، کلام الامام علیہ السلام

5

اداریہ

13

صحابہ رسول ﷺ کا عشق الہی

26

شان مصطفیٰ ﷺ فیضانِ مصطفیٰ ﷺ

32

خبرنامہ

44

گل دستہ

امیر جماعت برطانیہ

رفیق احمد حیات

بلین اچارج

عطاء الحبیب راشد

نگران

منصور احمد شاہ

مدیر اعلیٰ

ولید احمد

ادارتی بورڈ

اطیف احمد شخ، مبارک صدیقی،
رانا عبدالرزاق خان

پروف ریڈنگ

افضال ربانی

ٹائپ سینگ

اطیف احمد شخ

میگزین ڈیزائن

اظہریانی

سرور ق ڈیزائن

مرزا ندیم احمد

ایڈیٹر انگریزی

احمد بھنو، عابد احمد

میگزین ڈیزائن

مرزا ندیم احمد

ترجمہ - شیخ رفیق احمد

پروف ریڈنگ

محمود احمد

میمیج بر - شیخ طاہر احمد

ترسیل

رنیق صالح ناصر، ابراهیم خان،

ارسانان توقیر ملک، داییال احمد

صدیقی، بہتر شہزاد، عادل عرفان،

وقار خالد، ولید احمد، علیس حامد،

یاسرا حمد، اوسیں احمد، تقدیق خان،

کامل محمود، عادل محمود -

قال اللہ تعالیٰ

إِنْ تُبَدِّلُوا الصَّدَقَاتِ فَبَيْعًا هُوَ وَإِنْ تُخْفُوهَا وَتُؤْتُوهَا الْفُقَرَاءَ فَهُوَ حَيْثُ لَكُمْ

وَيَكْفُرُ عَنْكُمْ مَنْ سَيِّئَتِكُمْ وَاللَّهُ يَعْلَمُ مَا تَعْمَلُونَ خَيْرٌ ﴿٢٤﴾

تم اگر صدقات کو ظاہر کرو یہ بھی عمدہ بات ہے۔

اور اگر تم انہیں چھپاؤ اور انہیں حاجت مندوں کو دو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔

اور وہ (اللہ) تمہاری بہت سی برا بیاں تم سے دور کر دے گا۔ اور اللہ اس سے ہمیشہ باخبر رہتا ہے جو تم کرتے ہو۔

(سورۃ البقرۃ آیت ۲۷۲ ترجمہ از حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ)

قال الرسول ﷺ

عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ: جَاءَ إِلَيَّ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ أَعْظَمُ الصَّدَقَةِ أَعْظَمُ أَجْرًا؟ قَالَ: أَنْ تَصَدِّقَ وَأَنْتَ صَاحِحٌ شَحِيقٌ تَخْشَى الْفُقَرَاءَ تَأْمُلُ الغَنِيَ وَلَا تُمْحِلْ حَتَّى إِذَا بَلَغَتِ الْحَلْقُومَ فَلْتَ: إِلْفَانٍ كَذَا وَقَدْ كَانَ إِلْفَانٍ.

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ ایک آدمی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا اے اللہ کے رسول! ثواب کے لحاظ سے سب سے بڑا صدقہ کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا سب سے بڑا صدقہ یہ ہے کہ تو اس حالت میں صدقہ کرے کہ تو تندرست ہو اور مال کی ضرورت اور حرص رکھتا ہو، غربت سے ڈرتا ہو اور خوشحالی چاہتا ہو۔ صدقہ و خیرات میں ایسی دیر نہ کر مبادا جب جان حلق تک پہنچ جائے تو تو کہے فلاں کو اتنا دیدو اور فلاں کو اتنا۔ حالانکہ وہ مال اب تیر انہیں رہا وہ تو فلاں کا ہو ہی چکا۔ (یعنی مرنے والے کے اختیار سے نکل چکا ہے)۔

(بخاری کتاب الذکرہ باب فضل صدقة الشیخ الصحيح)

کلام الامام علیہ السلام

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ”لوگ اس نعمت سے بے خبر ہیں کہ صدقات، دعا اور خیرات سے رد بلا ہوتا ہے اگر یہ بات نہ ہوتی تو انسان زندہ ہی مرجاتا۔ مصائب اور مشکلات کے وقت کوئی امید اس کے لئے تسلی بخش نہ ہوتی، مگر انہیں اسی نے لا یخلف المیعاد (آل عمران: ۱۰) فرمایا ہے۔ لا یخلف الْوَعِيدُ نہیں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے وعدہ معلق ہوتے ہیں جو دعا اور صدقات سے بدل جاتے ہیں۔ اس کی بے انتہا نظیریں موجود ہیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا تو انسان کی فطرت میں مصیبت اور بلا کے وقت دعا اور صدقات کی طرف رجوع کرنے کا جوش ہی نہ ہوتا۔ جس قدر راستباز اور نبی دنیا میں آئے خواہ وہ کسی ملک اور قوم میں آئے ہوں مگر یہ بات ان سب کی تعلیم میں یکساں ملتی ہے کہ انہوں نے صدقات اور خیرات کی تعلیم دی۔ اگر خدا تعالیٰ تقدیر کے محو اور اثبات پر قادر نہیں تو پھر یہ ساری تعلیم فضول ٹھہر جاتی ہے۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۱۰۲)



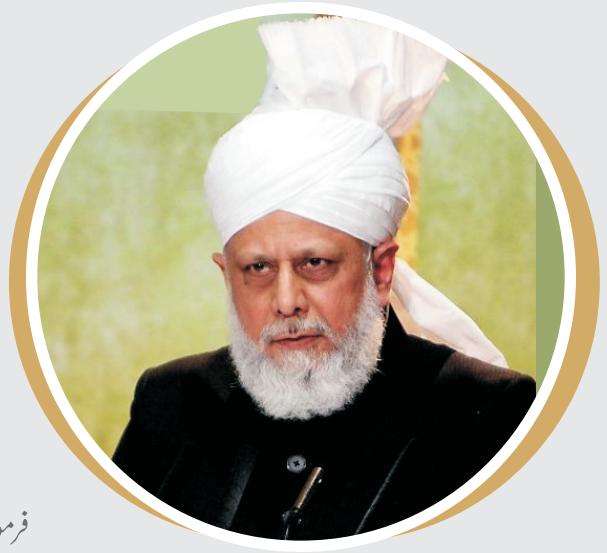
انسان خداخونی اور خدا کا قرب حاصل کرنے کے لئے کثرت سے توبہ و استغفار اور صدقہ و خیرات انسان کی جسمانی اور روحانی مکالیف کو دور کرنے اور خدا کے فضل کو جذب کرنے میں مدد دیتا ہے جبکہ توبہ و استغفار انسان کو خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ ایک شخص خدا کے کسی مصیبت زدہ بندے کی تکلیف کو دور کرنے کے لئے کوئی قدم اٹھاتا ہے تو خدا اپنے اذی فیصلہ کے مطابق اس فعل کو گویا خودا پنے اوپر ایک احسان خیال کرتا ہے اور اس پر فوراً خدائی قدرت نمائی کی وسیع مشینری اس بندے کی تائید میں حرکت کرنے لگتی ہے۔ اگر ہم صدقہ و خیرات کی اہمیت کو سمجھتے ہوئے اس کارخیر کو جاری رکھیں تو نہ صرف ہماری اپنی بہت سی مشکلات دور ہو سکتی ہیں بلکہ غرباء کی مدد کر کے ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی عملی کوشش بھی کر رہے ہوں گے اور اس طرح ہم اپنی آخرت سنوارنے کا موقع بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ اس ضمن میں ہمارے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں کہ

”ہمارے پاس نہ دنیاوی حکومت ہے نہ ہی دنیاوی دولت اور تیل کا پیسہ ہے۔ ہاں ایک چیز ہے جس کی طرف دنیا کے ہر احمدی کو بہت زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے اور وہ ہے عبادات، صدقات اور استغفار کے ذریعہ خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا۔ یہی چیزیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے رحم کو جوش میں لا تی ہیں اور انسان اللہ تعالیٰ کی پناہ میں آتا ہے۔ صدقات اور استغفار خدا تعالیٰ کے رحم کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں۔ انسان کے اندر بے شمار کمزوریاں ہوتی ہیں بسا اوقات ہم دنیاوی کاموں کی مصروفیت کی وجہ سے اپنی عبادتوں کی ادائیگی کا بھی حق ادا نہیں کرتے۔ کوئی ذاتی مشکل آئے تو تھوڑے سے صدقے کی طرف توجہ پیدا ہو جاتی ہے ورنہ نہیں۔ استغفار کی طرف توجہ کا جو حق ہے وہ ادا نہیں کرتے۔ اگر ہم میں سے ہر ایک اپنا جائزہ لے تو یہ چیز واضح ہو جائے گی کہ ہم میں سے اکثر حق ادا نہیں کرتے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنا ہے اور اس کے رحم کو جوش دلانے والا اور دشمنوں اور مخالفین کی کوششوں کو ناکام و نامراد کرنے والا بنتا ہے تو ہمیں ان باتوں کی طرف بہر حال توجہ دینی ہوگی جو اللہ تعالیٰ کی رضا اور اس کی بخشش کو حاصل کرنے والے ہیں۔ جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں توبہ اور استغفار اور صدقات قبول کرتا ہوں تو یہ اس لئے کہ تم توبہ اور استغفار کی طرف توجہ دو تاکہ تمہاری مشکلات دور کرو۔ تمہاری بے چینیاں دور کرو۔ تمہیں اپنے قریب کرو۔ تمہارے گزشتہ گناہوں کو معاف کرو۔ تمہیں صحیح عبد بنے کی توفیق عطا کرو۔ تم پر اپنا رحم کرو۔ جیسا کہ اس آیت میں بھی قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ **الَّهُ يَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ هُوَ يَقْبِلُ التَّوْبَةَ عَنِ عَبْدِهِ وَيَأْخُذُ الصَّدَقَاتِ وَأَنَّ اللَّهَ هُوَ التَّوَابُ الرَّاجِيُّدُ** ﴿التوبہ ۱۰۸﴾ یعنی کیا انہیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور صدقات قبول کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی ہے جو توبہ قبول کرنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔“

(فرمودہ خطبہ جمعہ ۲۷ فروری ۲۰۱۴ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں بھی پیارے آقا کے مندرجہ بالا ارشاد کے مطابق توبہ و استغفار اور صدقات کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمين

خلاصہ خطباتِ جمعہ



فرمودہ سیدنا امیر المؤمنین حضرت مرزا مسرو راحمد خلیفۃ المسح اقا مس'ود ایڈہ اللہ تعالیٰ نصرہ العزیز

(خلاصہ خطباتِ جمعہ دارہ اپنی ذمداری پر شائع کر رہا ہے)

مسلمانوں کے لشکر میں موجود تھے۔ بعض جنگوں کے حالات سے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت عمرؓ کی مسلمان سپہ سالاروں سے خط و کتابت روزانہ کی بنیاد پر جاری رہی اور حضرت عمرؓ نے مدینہ میں بیٹھ کر مسلمانوں کو اپنے لشکروں کو ترتیب دینے کی ہدایات دیں اور ان کو ان علاقوں کے بارے میں ایسے بتایا، اس طرح کی ہدایات دیں گویا حضرت عمرؓ کے سامنے ان علاقوں کا نقشہ موجود تھا یا وہ علاقے حضرت عمرؓ کے سامنے تھے۔

حضور انور نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں مختلف جنگوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ تیرہ ہجری میں ایک جنگ ہوئی جو جنگ نمارق اور کسلک کھلاتی ہے۔ پھر معركہ سقاطیہ ہے جو تیرہ ہجری میں ہوا۔ پھر جنگ بازو و سما کا ذکر ہے۔ جنگ جسر بھی تیرہ ہجری میں ہوئی۔ دریائے فرات کے کنارے مسلمانوں اور ایرانیوں کے درمیان لڑی گئی تھی۔ فریقین کی باہمی رضامندی سے فرات پر جسر یعنی ایک پل تیار کیا گیا۔ اسی پل کی وجہ سے اس کو جنگ جسر کہا جاتا ہے۔ حضرت مصلح موعودؒ نے جنگ جسر کے بارے میں بیان فرمایا کہ ”سب سے بڑی اور ہولناک شکست جو اسلام کو پیش آئی وہ جنگ جسر تھی۔ ایرانیوں کے مقابلہ میں مسلمانوں کا زبردست لشکر گیا۔ ایرانی سپہ سالار نے دریا پار اپنے مورچے بنائے اور ان کا انتظار کیا۔ اسلامی لشکرنے جوش میں بڑھ کر ان پر حملہ کیا اور دھکیلتے ہوئے آگے نکل گئے مگر یہ ایرانی کمانڈر کی چال تھی۔ اس نے ایک فوج بازو سے بھیج کر پل پر قبضہ کر لیا اور تازہ حملہ مسلمانوں پر کر دیا۔ مسلمان مصلحتاً پیچھے لوٹے مگر

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں جنگوں کا ذکر

۱۶ جولائی ۲۰۲۲ء برطابق ۱۲ روفا ۱۴۰۰ ہجری شمسی
مقام مسجد مبارک، اسلام آباد۔ یوکے

حضور انور نے تشهد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چل رہا تھا۔ آپؐ کے دورِ خلافت میں جو جنگیں ہوئیں اور جو فتوحات ہوئیں اس ضمن میں لکھا ہے کہ حضرت عمرؓ کا دورِ خلافت تقریباً ساڑھے دس سال پر محیط تھا۔ یہ تاریخ تیرہ ہجری سے تیس ہجری تک ہے۔ اس دور میں ہونے والی فتوحات کی وسعت کا ذکر کرتے ہوئے علماء شبی نعمانی اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کے مفتوحہ علاقوں کا کل رقبہ بائیس لاکھ اکاون ہزار تیس مرلے میل بنتا ہے۔ ان مفتوحہ علاقوں میں یہ علاقے شامل ہیں۔ شام، مصر، ایران اور عراق، خوزستان، آرمینیا، آذربایجان، فارس، کرمان، خراسان اور مکران جس میں بلوچستان کا بھی کچھ حصہ آتا ہے۔

حضور انور نے فرمایا کہ اسلامی جنگوں اور فتوحات کا سلسلہ تو حضرت ابو بکرؓ کے دور میں شروع ہو گیا تھا اور حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں بھی اسی طرح جاری رہا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دورِ خلافت میں ایک بات جو بہت نمایاں نظر آتی ہے وہ یہ ہے کہ حضرت عمرؓ اپنی تمام تر مصروفیات کے باوجود گویا ہر فتح کے وقت



حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں جنگ بویب اور جنگ قادریہ کا تذکرہ

۲۳ جولائی ۱۴۰۲ھ بہ طابق ۲۳ رو فہرست ۰۰۷۰ جمیری شمشی
بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد۔ یوکے

حضور انور نے تشهد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ آج کل ہم حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر کر رہے ہیں اور ان کے زمانے میں جو بعض جنگیں ہوئی تھیں ان کا ذکر ہو رہا تھا۔ اسی حوالے سے آج بھی بیان کروں گا۔ ایک جنگ جنگ بویب کہلاتی ہے جو تیرہ ہجری میں اور بعض موئیخین کے نزد یک یہ سولہ ہجری میں ہوئی۔ حیرہ ایک مقام ہے، ایک شہر ہے جو کوفہ سے تین میل کے فاصلے پر ہے اس کے قریب بویب، یہ بویب جو ہے یہ کوفہ کے پاس ایک نہر ہے جو دریائے فرات سے نکلتی ہے۔ اس مقام پر دونوں حریف صاف آ رہوئے۔ پھر ایک شدید جنگ کے بعد ایرانیوں میں بھگڑ پڑ گئی۔ اس جنگ میں ایرانیوں کے مقتولین کی تعداد ایک لاکھ بیان کی جاتی ہے۔ ایرانی لشکر کا سالار مہراں بھی اس جنگ میں قتل ہوا۔ اس جنگ کو یوم الاعشاد بھی کہا جاتا ہے کیونکہ اس جنگ میں عولوگ ایسے تھے جن میں سے ہر ایک نے دس دس آدمیوں کو قتل کیا تھا۔ معمر کہ بویب ختم ہو گیا مگر اپنے پیچھے گھرے نشانات اور گھرے اثرات چھوڑ گیا۔ ایران کی اسلامی مہم میں اس

دیکھا کہ پل پر دشمن کا قبضہ ہے۔ گھبرا کر دوسرا طرف ہوئے تو دشمن نے شدید حملہ کر دیا اور مسلمانوں کی بڑی تعداد دریا میں کوئے پر مجبور ہو گئی اور ہلاک بھی ہو گئی۔ مسلمانوں کا یہ تقصیان ایسا خطناک تھا کہ مدینہ تک اس سے ہل گیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مدینہ والوں کو جمع کیا اور فرمایا: اب مدینہ اور ایران کے درمیان کوئی روک باقی نہیں۔ مدینہ بالکل نیگا ہے اور ممکن ہے کہ دشمن چند دنوں تک یہاں پہنچ جائے۔ اس لئے میں خود کمانڈر بن کر جانا چاہتا ہوں۔ باقی لوگوں نے تو اس تجویز کو پسند کیا مگر حضرت علیؓ نے کہا کہ اگر خدا نخواستہ آپؐ کام آگئے تو مسلمان تتر بترا جائیں گے اور ان کا شیرازہ بالکل منتشر ہو جائے گا اس لئے کسی اور کو بھی جانا چاہئے آپؐ خود تشریف نہ لے جائیں۔ اس پر حضرت عمرؐ نے حضرت سعدؓ کو جو شام میں رومیوں سے جنگ میں مصروف تھے لکھا کہ تم جتنا لشکر بھیج سکتے ہو بھیج دو کیونکہ اس وقت مدینہ بالکل نیگا ہو چکا ہے اور اگر دشمن کو فوری طور پر نہ روکا گیا تو وہ مدینہ پر قابض ہو جائے گا۔“ یہ ذکر ابھی چل رہا ہے ان شاء اللہ آئندہ بیان کروں گا۔ یہ تو اس جنگ کے بارے میں تھا۔ باقی جنگوں کی بھی مزید تفصیلات آئندہ آئیں گی۔

نکل کھڑے ہوئے اور اپنے ساتھیوں کو بلند آواز سے کہا آج ایران کے بادشاہ نے اپنے ہاتھ سے اپنے ملک کی زمین ہمارے حوالے کر دی ہے اور پھر گھوڑوں پر سوار ہو کر تیزی سے نکل گئے۔ بادشاہ نے جب ان کا یہ نعرہ سناتو وہ کانپ اٹھا اور اس نے اپنے درباریوں سے کہا دوڑ و اور مٹی کا بورا ان سے واپس لے آؤ مگر وہ اس وقت تک گھوڑوں پر سوار ہو کر بہت دور نکل چکے تھے۔ لیکن آخر وہی ہوا جو انہوں نے کہا تھا اور چند سال کے اندر اندر سارا ایران مسلمانوں کے ماتحت آ گیا۔ حضرت مصلح موعودؓ لکھتے ہیں کہ ”عظم الشان تغیر مسلمانوں میں کیوں پیدا ہوا؟ اسی لئے کہ قرآنی تعلیم نے ان کے اخلاق اور ان کی عادات میں ایک انقلاب پیدا کر دیا تھا۔ ان کی سفلی زندگی پر اس نے ایک موت طاری کر دی تھی اور انہیں بلند کردار اور اعلیٰ درجے کے اخلاق کی سطح پر لا کر کھڑا کر دیا تھا۔“ جس کی وجہ سے یہ انقلاب پیدا ہوا۔ پس قرآنی تعلیم پر عمل کرنے سے ہی حقیقی انقلاب آیا کرتے ہیں۔ انشا اللہ تعالیٰ آئندہ بھی یہ ذکر چلے گا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں بعض جنگوں میں فتوحات کا تذکرہ

۳۰ جولائی ۱۴۰۲ء بہ طابق ۳۰ رو فا ۱۴۰۰ ہجری شمسی
بقام مسجد مبارک، اسلام آباد۔ یوکے

حضور انور نے تشهد، تعوز اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ذکر چل رہا تھا اور آپؐ کے زمانے کی جو جنگیں تھیں ان کا ذکر ہو رہا تھا۔ مائن کی فتح کے بارے میں حضرت مرزیشیر احمد صاحبؐ نے سیرت خاتم النبیین میں لکھا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس کی پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”خدق کھودتے کھودتے ایک جگہ سے ایک پتھر نکلا جو کسی طرح ٹوٹنے میں نہ آتا تھا اور صحابہ کا یہ حال تھا کہ وہ تین دن کے مسلسل فاقہ سے سخت نڈھال ہو رہے تھے۔

سے قبل کبھی اتنا جانی نقصان نہ ہوا تھا۔ اس معرکہ کا یہ اثر ہوا کہ عراق کے اکثر نواحی میں مسلمانوں کے پاؤں مضبوط ہو گئے اور سواد عراق پر دجلہ تک ان کا قبضہ ہو گیا اور معمولی جھڑپوں کے بعد ارد گرد کے علاقوں پر بھی مسلمان از سر نو قابض ہو گئے جو پہلے چھوڑ گئے تھے۔ اس فتح کے بعد مسلمان عراق کے مختلف علاقوں میں پھیل گئے۔

حضور انور نے فرمایا کہ پھر جنگ قادریہ ہوئی جو چودہ ہجری میں ہوئی۔ حضرت مصلح موعودؓ نے جنگ قادریہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ”حضرت عمرؓ کے زمانہ میں جب خسر و پرویز کے پوتے یزد گرد کی تخت نشینی کے بعد عراق میں مسلمانوں کے خلاف وسیع پیمانہ پر جنگی تیاریاں شروع ہو گئیں تو حضرت عمرؓ نے ان کے مقابلہ کے لئے حضرت سعد بن ابی وقارؓ کی سرکردگی میں ایک لشکر روانہ کیا۔ حضرت سعدؓ نے جنگ کیلئے قادریہ کا میدان منتخب کیا اور حضرت عمرؓ کو اس مقام کا نقشہ بھجوادیا۔ حضرت عمرؓ نے اس مقام کو بہت پسند کیا مگر ساتھ ہی لکھا کہ پیشتر اس کے کہ شاہ ایران کے ساتھ جنگ کی جائے تمہارا فرض ہے کہ ایک نمائندہ و فردا شاہ ایران کے پاس بھیجو اور اسے اسلام قبول کرنے کی دعوت دو۔ چنانچہ انہوں نے اس حکم کے ملنے پر ایک وفد یزد گرد کی ملاقات کے لئے بھجوادیا۔ جب یہ وفد شاہ ایران کے دربار میں پہنچا تو شاہ ایران نے کہا تمہیں اگر بھوک اور افلاس نے اس حملہ کے لئے مجبور کیا ہے تو میں تم سب کو اس قدر کھانے پینے کا سامان دینے کے لئے تیار ہوں کہ تم اطمینان کے ساتھ اپنی زندگی بسر کر سکو۔ اسی طرح تمہیں پہنچنے کے لئے لباس بھی دونگا۔ تم یہ چیزیں لو اور اپنے ملک کو واپس چلے جاؤ۔ جب وہ بات ختم کر چکا تو اسلامی وفد کی طرف سے حضرت مُغیرہ بن ژرارہؓ کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا۔ ”دنیوی مال و متناع کا لائچ ہمیں اپنے ارادہ سے باز نہیں رکھ سکتا۔ یزد گرد نے یہ بات سنی تو اسے سخت غصہ آیا اور اس نے ایک نوکر سے کہا کہ جاؤ اور مٹی کا ایک بورا لے آؤ۔ مٹی کا بورا آیا تو اس نے اسلامی وفد کے سردار کو آگے بلا یا اور کہا کہ چونکہ تم نے میری پیشکش کو ٹھکرا دیا ہے۔ اس لئے اب اس مٹی کے بورے کے سوا تمہیں اور کچھ نہیں مل سکتا۔ وہ صحابیؓ نہایت سنجیدگی کے ساتھ آگے بڑھے اور مٹی کا بورا اپنی پیٹھ پر اٹھا لیا پھر انہوں نے ایک چھلانگ لگائی اور تیزی کے ساتھ اس کے ساتھ اس کے دربار سے

بھاگ گیا۔ عقد الفرید میں لکھا ہے کہ جب ہر مرزاں کو حضرت عمرؓ کے پاس قیدی بنا کر لا گیا تو آپؓ نے اسے اسلام کی دعوت دی لیکن ہر مرزاں نے انکار کر دیا۔ جب اس سے توار در کردی گئی تو ہر مرزاں نے کہا اشہدُ انَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا أَبْنُهُ وَرَسُولُهُ۔ کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبد نہیں، اس کا کوئی شریک نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کا بندہ اور اس کے رسول ہیں۔ حضرت عمرؓ نے ہر مرزاں سے پوچھا کہ تو پہلے کیوں نہ ایمان لے آیا۔ اس پر ہر مرزاں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! مجھے ڈر تھا کہ لوگ یہ نہ کہیں کہ میں توار کے ڈر سے مسلمان ہوا ہوں۔ اس کے بعد حضرت عمرؓ ہر مرزاں سے ایران پر لشکر کشی میں مشورہ کیا کرتے تھے اور اس کی رائے کے مطابق عمل کیا کرتے تھے۔ پھر وہ حضرت عمرؓ کا مشیر بھی بن گیا۔ یہ ذکر ابھی چل رہا ہے۔ آئندہ بھی ان شاء اللہ چلے گا۔

جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر کارکنان اور شاہزادیں کو فتحی نصائح

۲۰۲۱ء بہ طابق ۱۴۰۰ ہجری شمسی
بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد۔ یو کے

حضرور انور نے تشهد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ آج ان شاء اللہ جلسہ سالانہ برطانیہ شروع ہو رہا ہے۔ سب سے پہلے تو میں یہ کہنا چاہوں گا کہ ان دونوں میں جلسہ کے ہر طبق سے با برکت انعقاد کے لیے بہت دعا کیں کریں۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں میں خالص دینی ماحول بھی رکھے اور شاہزادیں کے دلوں کو نیکی اور تقویٰ میں زیادہ کرے۔ گواج کل جو وبا پھیلی ہوئی سے اس کی وجہ سے یہاں شامل ہونے والوں کی تعداد بہت محدود ہے لیکن گھروں میں اور مجھے بتایا گیا ہے کہ بعض جگہ جماعتی انتظام بھی ہے اس کے تحت مساجد میں یا جہاں ہاں میسر ہیں وہاں ہاں والوں میں جلسہ سناجائے گا۔ بہر حال جو بھی اس طرح جلسہ میں شامل ہو رہے ہیں وہ بھی اس سوچ کے ساتھ جلسہ میں شامل ہوں کہ گویا وہ جلسہ گاہ میں ہیں اور تینوں دن پر گراموں کو سینیں اور دعاوں میں گزاریں۔ اس سال اس طرح

آخر تنگ آ کروہ آخر پختہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ایک پتھر ہے جو ٹوٹنے میں نہیں آتا۔ اس وقت آپؓ کا بھی یہ حال تھا کہ بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھ رکھا تھا مگر آپؓ فوراً وہاں تشریف لے گئے اور ایک ک DAL لے کر اللہ کا نام لیتے ہوئے اس پتھر پر ماری۔ لوہے کے لگنے سے پتھر میں سے ایک شعلہ نکلا جس پر آپؓ نے زور کے ساتھ اللہ اکبر کہا اور فرمایا کہ مجھے مملکت شام کی کنجیاں دی گئی ہیں اور خدا کی قسم! اس وقت شام کے سرخ محلات میری آنکھوں کے سامنے ہیں۔ اس ضرب سے وہ پتھر کسی قدر شکستہ ہو گیا۔ دوسری دفعہ آپؓ نے پھر اللہ کا نام لے کر ک DAL چلانی اور پھر ایک شعلہ نکلا جس پر آپؓ نے پھر اللہ اکبر کہا اور فرمایا اس دفعہ مجھے فارس کی کنجیاں دی گئی ہیں اور مدارک کے سفید محلات مجھے نظر آ رہے ہیں۔ اس دفعہ پتھر کسی قدر زیادہ شکستہ ہو گیا۔ تیسرا دفعہ آپؓ نے پھر ک DAL ماری جس کے نتیجہ میں پھر ایک شعلہ نکلا اور آپؓ نے پھر اللہ اکبر کہا اور فرمایا اب مجھے یعنی کی کنجیاں دی گئی ہیں اور خدا کی قسم! صنعت کے دروازے مجھے اس وقت دکھائے جا رہے ہیں۔ اس دفعہ وہ پتھر بالکل شکستہ ہو کر اپنی گلگھ سے گر گیا اور مسلمان اس عارضی روک کو دور کر کے پھرا پنے کام میں مصروف ہو گئے۔ یعنی پتھر توڑنے کا جو کام تھا (اسے کر کے) پھر کام میں مصروف ہو گئے، پھر خندق کی کھدائی شروع ہو گئی۔

حضور انور نے فرمایا کہ مدارک کی فتح کا جو وعدہ ہے یہ حضرت عمرؓ کے دورِ خلافت میں حضرت سعدؓ کے ہاتھوں پورا ہوا۔ پھر جنگ جملوائے ہے جو ۱۶ ہجری میں اڑی گئی۔ مسلمانوں نے جملوائے کی فتوح کا حال حضرت عمرؓ کو لکھا۔ ماسبَدَ ان کی فتح کس طرح ہوئی۔ اس بارے میں آتا ہے کہ اسلامی لشکر ایرانی لشکر کے مقابلے کے لیے روانہ ہوا اور ماسبَدَ ان کے میدانی علاقے کے قریبِ شمن سے جا ملا اور ہندوستان کے مقام پر اڑائی ہوئی جس میں ایرانیوں کو شکست ہوئی اور مسلمانوں نے آگے بڑھ کر شہر ماسبَدَ ان پر قبضہ کر لیا۔ سولہ یا سترہ ہجری میں اسلامی لشکر کی مصروفیات بھی کافی رہیں اور مسلمانوں نے خوزستان کے معروف شہر اہواز پر قبضہ کر لیا۔ جملوائے میں مسلمانوں کی فتح کے بعد ایرانی ہر مرزاں کی قیادت میں رامہر مُز میں جمع ہوئے۔ شدید جنگ کے بعد ہر مرزاں شکست کھا کر شتر کی طرف

والا کیسی جادو بھری تقریر کر رہا ہے۔ الفاظ میں کیسا زور ہے۔ میں اس بات پر راضی نہیں ہوتا۔ میں تو یہی پسند کرتا ہوں اور نہ بناؤٹ اور تکلف سے بلکہ میری طبیعت اور فطرت کا ہی یہی اقتضاء ہے کہ جو کام ہو اللہ کے لئے ہو۔ جو بات ہو خدا کے واسطے ہو۔“

حضور انور نے فرمایا کہ بہر حال ایک بات تو پہ ہے کہ ہر تقریر کو سین۔ یہ نہ دیکھیں کہ مقرر اچھا ہے، اس کی تقریر سننی ہے کس کی نہیں سننی۔ ہر تقریر جلسہ میں بیٹھ کے سننی چاہیے اور پورے اخلاص اور تو جو جسے سننی چاہیے اور یہ اخلاص بھی حاصل ہو گا جب اللہ تعالیٰ کی رضا کی تڑپ ہے۔ اور جب یہ تڑپ ہو گی تو یہی وہ حالت ہے جب ہماری حالتیں سنوار سکتی ہیں۔ ہماری نسلوں کو بھی سنوار سکتی ہیں اور ان کو صحیح رستوں پر ڈال سکتی ہیں۔ اس کے لیے ہمیں کوشش کرتے رہنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم میں سے ہر ایک جو اس جلسہ میں شامل ہو رہا ہے یا سن رہا ہے اپنے اندر خالص اخلاص ووفا پیدا کرنے والا بن جائے۔ اور موسم کے لیے بھی ان دنوں میں دعا کریں کہ موسم ہمارے کسی پروگرام میں روک نہ بنے بلکہ اللہ تعالیٰ اسے ہمارے حق میں کر دے۔

جلسہ سالانہ برطانیہ کے کارکنان کا شکریہ اور مہماںوں کے تاثرات

۱۳ اگست ۲۰۲۱ء، بمقابلہ ۱۳ اگسٹ ۲۰۰۰ء بجری شمشی
بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد۔ یو کے

حضور انور نے تشبید، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ الحمد للہ گذشتہ جمعہ کو جماعت احمدیہ برطانیہ کا جلسہ سالانہ دو سال کے بعد شروع ہو کر تین دن تک اپنے روحانی ماحول کے نظارے دکھاتا ہوا گذشتہ توارکو اختتام کو پہنچا۔ 2020ء میں تو کورونا کی وبا کی وجہ سے جلسہ نہیں ہو سکا تھا۔ کیونکہ یہ جلسہ چھوٹے پیمانے پر ہونا تھا اس لیے الجنة نے تو شاید ڈیوبیاں دینے کے لیے پانچواں حصہ لیا اور مردوں نے شاید اپنے کارکنان کا تیسرا حصہ کم کر دیا۔ جو اس کام کے لیے نہیں لیے گئے وہ ماہیوں بھی ہوئے کہ انہیں خدمت کا موقع نہیں ملا۔ تو یہاں سب سے پہلے تو میں ان تمام مردوں،

جلسہ کا انعقاد انتظامیہ کے لیے بھی ایک نیا تجربہ ہے اور شامل ہونے والوں کے لیے بھی۔ انتظامیہ کو جو بعض سہولتیں مہماںوں کے آرام کے لیے مہیا ہوتی تھیں وہ اس سال مہیا نہیں ہو سکیں۔ اس خیال میں رہے کہ مل جائیں گی لیکن نہیں مل سکیں اس لیے مہماں یا شا ملین جلسہ بھی ان حالات کو سمجھتے ہوئے جہاں بھی انتظامیہ سے انتظامات میں کمیاں رہ گئی ہیں ان سے صرف نظر کریں اور دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ جلد حالات بہتر کرے اور پھر جلسہ اپنی پہلی شان کے ساتھ منعقد ہو سکے۔

حضور انور نے فرمایا کہ پہلی بات تو میزبانوں کو، ڈیوٹی دینے والوں کو یہ کہنی چاہتا ہوں کہ حالات کی وجہ سے مہماں نوازی میں کوئی کمی نہیں ہوئی چاہیے۔ اس دفعہ چھ سات ہزار مہماں جو بیرونی ممالک سے آتے تھے وہ تو نہیں آ رہے۔ ملک کے اندر سے ہی مختلف شہروں سے آنے والے مہماں ہوں گے اور ہیں بھی بہت کم تعداد میں۔ اس لیے اس بات کو آسان سمجھ کر ریکس نہ ہو جائیں۔ اگر کہیں کوئی کمی رہ جائے تو جو قریب کے مہماں ہوتے ہیں، تعلق رکھنے والے لوگ ہوتے ہیں ان کو زیادہ شکوہ پیدا ہو جاتا ہے اس لیے بڑی احتیاط سے اور تو جو سے ہر ایک کی مہماں نوازی کریں۔ کسی قسم کی کمی نہ رہے۔ مہماں نوازی ایک ایسا اخلاق ہے جو انبیاء اور ان کی جماعتوں کا ایک خاص وصف ہے۔ پس دینی جماعت ہونے کے لحاظ سے ہمارا یہ فرض ہے کہ ہمارے اندر مہماں نوازی کی صفت ایک خاص رنگ رکھتی ہو اور یہ جو وصف ہے یہ اور نمایاں ہو۔ اس زمانے میں جب ہم نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا ہے تو آپ علیہ السلام نے بھی ہمیں اس نمونے پر چلنے کی تلقین فرمائی جس کے نمونے صحابہؓ نے قائم فرمائے تھے۔

حضور انور نے بعض انتظامی اور تربیتی امور کے بارے میں نصائح کرنے کے بعد فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک اقتباس میں آخر میں پیش کرتا ہوں۔ آپ فرماتے ہیں کہ ”سب صاحبان متوجہ ہو کر سنیں۔ میں اپنی جماعت اور خود اپنی ذات اور اپنے نفس کے لئے یہی چاہتا اور پسند کرتا ہوں کہ ظاہری قبیل و قال جو لیکھروں میں ہوتی ہے اس کو ہی پسند نہ کیا جاوے اور ساری غرض و غایت آکر اس پر ہی نہ ٹھہر جائے کہ بولنے

انتظام تھا اور یوکے کے علاوہ 22 ممالک میں 37 مقامات پر لائیو سٹریمنگ کے ذریعہ سے احباب جلسہ سالانہ میں شامل ہوئے تھے اور عورتوں کی طرف سے بھی اس دفعہ لا یو سٹریمنگ کا جو پہلی دفعہ انتظام ہوا تھا اس کی وجہ سے عورتوں کے اس پروگرام کو بھی تیس پینتیس ہزار کے قریب عورتوں نے دیکھا اور سن۔

حضور انور نے دنیا کے مختلف مقامات پر جلسہ میں شامل ہونے والے مہمانوں کے تاثرات بیان کرنے کے بعد فرمایا کہ ایم ٹی اے اسٹریشنل کے ذریعہ جو کورٹج ہے وہ یہ ہے کہ یو ٹیوب پر پندرہ ملین سے زائد لوگوں نے وزٹ کیا۔ تقریباً پانچ لاکھ گھنٹے یو ٹیوب کے ذریعہ ایم ٹی اے دیکھا گیا۔ انسٹا گرام پر پینتیس ہزار لوگوں نے ایم ٹی اے کا چیج دیکھا اور ایک اعشار یہ نو سات ملین لوگوں تک اس کی رسائی ہوئی۔ ٹوٹر پر ایک لاکھ سے زائد لوگوں نے ایم ٹی اے کا چیج دیکھا۔ پینتیس ہزار سے زائد لوگوں نے اس کو پسند کیا اور آگے دوسروں کو پہنچایا۔ فیس بک کے ذریعہ بھی ساڑھے پانچ لاکھ سے زائد احباب تک پیغام پہنچا۔ اسی طرح ایم ٹی اے کی اپنی ویب سائٹ کو ایک لاکھ مرتبہ دیکھا گیا۔ ایم ٹی اے آن ڈیمازن کے ذریعہ بھی دو لاکھ سے زائد احباب نے جلسہ کو دیکھا۔ تو یہ مختصری بعض باتیں تھیں اس پر بھی کافی وقت لگ گیا۔ اللہ تعالیٰ اس جلسے کے ذور س نتائج بھی پیدا فرمائے اور سعید روحوں کو احمدیت اور حقیقتی اسلام کی طرف پہلے سے بڑھ کر توجہ پیدا ہوا اور نام نہاد علماء کے شر سے جماعت کو اور تمام سعید روحوں کو محفوظ رکھے۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور خلافت میں جنگی مہمات کا ذکر

۲۰ اگست ۱۹۷۲ء، بمطابق ۲۰ ربیعہ ۱۴۰۰ ہجری شمسی
بقام مسجد مبارک، اسلام آباد۔ یوکے

حضور انور نے تشهد، تعوز اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے زمانے کا ذکر ہو رہا ہے۔ اس وقت جو مختلف جنگیں لڑی گئیں ان کا ذکر چل رہا تھا۔ ان میں سے ایک جنگ جنگِ جندی سا بُور ہے۔ جندی سا بُور خوزستان کا

عورتوں، بڑکوں، بڑکیوں اور بچوں کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نیتوں کا اجر دیتا ہے۔ آپ کی نیت جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مہمانوں کی خدمت کرنے کی تھی وہ پوری ہو گئی۔ اللہ تعالیٰ آپ کی نیت کی وجہ سے آپ کو اجر سے محروم نہیں کرے گا۔ بہر حال یہ دعا ہے اللہ تعالیٰ ان سب کو اس خدمت کے جذبہ کا بہترین اجر عطا فرمائے۔

حضور انور نے فرمایا کہ بارش کی وجہ سے ایک وقت میں پارکنگ سے کاریں نکالنا بھی ایک بڑا مسئلہ ہو گیا تھا۔ وہاں رضا کاروں نے غیر معمولی کام کیا ہے اور عملاً کاریں اٹھا کر رہی یک چڑی میں سے باہر کھلی ہیں۔ پھر اسی طرح دوسرے شعبہ جات ہیں، صفائی کا شعبہ، کھانا کھلانے، کھانا پکانے، روٹی پکانے کا ہے۔ پھر سب سے اہم شروع میں جلسہ کے انتظامات، مارکیاں لگانے، ٹریک وغیرہ بچھانے کا کام تھا اس کے لیے رضا کار مستقل کئی ہفتے آتے رہے۔ پھر اب وائندzap کے لیے بھی کئی دن دے رہے ہیں۔ ان سب کے کام دیکھ کر دنیا جو ایم ٹی اے کے ذریعہ سے جلسہ دیکھ رہی تھی وہ بہت متاثر ہوئی ہے۔ آنے والے مہمان بھی شکرانے کے جذبات لیے ہوئے تھے۔ ایم ٹی اے نے نہ صرف جلسہ دنیا کو دکھایا بلکہ دنیا کے مختلف ممالک میں اجتماعی طور پر جلسہ کی کارروائی دیکھنے والوں کو ہمیں جلسہ گاہ میں دکھادیا اور تمام دنیا کو بھی دکھادیا۔ پھر جلسہ گاہ کے اندر جو علمی اور تربیتی پروگرام، تقاریر وغیرہ تھیں ان کو ایم ٹی اے نے ایسے ذریعہ سے دکھایا کہ تمام دنیا کے لوگ، دیکھنے والے احمدی اور غیر بھی حیرت زدہ بھی ہیں اور شکر گزار بھی ہیں کہ ہمیں یہ نظارے دیکھنے کو ملے۔ یہ ایک عجیب میں الاقوامی گھر کا نقشہ ٹھیک دیا تھا۔ پس میں تمام کارکنان، مردوں، عورتوں کا بھی شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ ان نامساعد حالات میں سب نے بے نفس ہو کر کام کیا ہے اور جلسہ کی ڈیو ٹیوب کا حق ادا کر دیا ہے اور دنیا میں اس جلسہ کو دیکھنے والوں کی طرف سے بھی شکر یہ ادا کرتا ہوں۔

حضور انور نے فرمایا کہ اس سال پہلی مرتبہ جماعتیں لا یو سٹریمنگ کے ذریعہ سے جلسہ میں شامل ہوں گے یعنی اپنی اپنی جگہوں پر بیٹھ کر جلسہ سن رہی تھیں اور یہاں جلسہ گاہ میں بھی سکریں پر لوگ نظر آ رہے تھے۔ یوکے میں پانچ مقامات پر اجتماعی طور پر یہ

نے اپنے دستوں کو لے کر مسلمانوں کا مقابلہ کیا۔ شدید جنگ ہوئی۔ جاز ویہ نے مبارز طبلی کی۔ عبد اللہ بن ورقاء نے اس کو موت کے لھاٹ اتار دیا۔ سخت لڑائی کے بعد شمن شکست کھا کر بھاگ گیا اور سپہ سالار اُستیندار نے عبد اللہ بن عبد اللہ سے مصالحت کر لی اور مسلمان شہر پر قابض ہو گئے۔ طبری سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ فتح ایک بھری میں ہوتی۔

حضور انور نے فرمایا کہ نہاوند کے بعد مسلمانوں نے ہمذ ان بھی فتح کر لیا تھا تاہم ہمذ ان والوں نے صلح کے معاهدے کو توڑ دیا اور آذربایجان سے بھی فوجی مدد حاصل کر کے لشکر تیار کر لیا۔ حضرت عمرؓ نے نعیم بن مقرنؓ کو بارہ ہزار کے لشکر کے ساتھ وہاں جانے کی ہدایت فرمائی۔ ایک سخت معرکے کے بعد مسلمانوں نے شہر فتح کر لیا۔ حضرت عمرؓ کو اس معرکے کے نتیجہ کی خاص قفر تھی۔ قاصد فتح کی خوشخبری لا یا۔ حضرت عمرؓ نے اس کے ذریعہ نعیم بن مقرنؓ کو حکم بھیجا کہ ہمذ ان میں کسی کو اپنا قائم مقام بنا کر خود رے کی طرف بڑھیں اور وہاں جو لشکر ہے اس کو شکست دے کر رے میں ہی قیام کریں کیونکہ اس شہر کو اس تمام علاقے میں مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ بہرحال ابھی اور دوسری جنگوں کا بھی ذکر ہے اور حضرت عمرؓ کے زمانے میں جوفتوحات ہوئیں ان کا ذکر چل رہا ہے۔

ان شاء اللہ آئندہ یہ ذکر ہو گا۔

حضور انور نے آخر میں مکرم محمد دیانت نو صاحب اندوزنیشا، صاحبزادہ مکرم فرحان الطیف صاحب شکا گوامر کیہ اور مکرم ملک مبشر احمد صاحب لاہور کی وفات پر ان کے ذکر خیر اور جماعتی خدمات کا تذکرہ فرمایا اور بعد نماز جمعہ ان کے نماز جنازہ غائب پڑھانے کا اعلان فرمایا۔

”جب تک استقامت نہ ہو بیعت بھی ناتمام ہے“

(حضرت مسیح موعود، ملفوظات، جلد ۳، صفحہ ۵۱۵)

ایک شہر تھا۔ شمنوں کے ساتھ فتح شام جنگی معرکے ہوتے رہے لیکن یہ اپنی جگہ ڈٹے رہے یہاں تک کہ مسلمانوں کی طرف سے کسی نے امان دینے کی پیشکش کر دی۔ شمن فضیل میں تھا۔ جب موقع ملتا تھا نکل کے حملہ کرتا تھا۔ تو جب ایک عام مسلمان نے پیشکش کی تو انہوں نے فوراً فضیل کے دروازے کھول دیے۔ جانور باہر نکل پڑے، بازار کھل گئے اور لوگ ادھر ادھر نظر آنے لگے۔ مسلمانوں نے ان سے پوچھا کہ تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ آپ لوگوں نے ہمیں امان دے دی ہے اور ہم نے اسے قبول کر لیا ہے۔ ہم جزیہ دیں گے اور آپ ہماری حفاظت کریں گے۔ مسلمانوں نے کہا ہم نے تو ایسا نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم جھوٹ نہیں کہہ رہے۔ پھر مسلمانوں نے آپس میں ایک دوسرے سے استفسار کیا تو معلوم ہوا کہ مکنف نامی ایک غلام نے یہ کیا ہے۔ جب اس کے متعلق حضرت عمرؓ سے استفسار کیا گیا تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے وفاداری کو بڑی اہمیت دی ہے۔ تم وفادار نہیں ہو سکتے جب تک اس عہد کو پورا نہ کرو جو عہد کر لیا۔ چاہے غلام نے کیا اس کو پورا کرو۔ جب تک تم شک میں ہو انہیں مہلت دو اور ان کے ساتھ وفاداری کرو۔ چنانچہ مسلمانوں نے عہدو پیمان کی تصدیق کی اور واپس لوٹ آئے۔ یہ معرکہ خوزستان کی فتوحات کا خاتمه تھا۔

حضور انور نے فرمایا کہ ایران اور عراق میں مسلمانوں کی جنگی مہم میں تین معرکوں کو فیصلہ کن حیثیت حاصل ہے۔ یعنی قدسیہ کا معرکہ، جلواء کا معرکہ اور نہاوند کا معرکہ۔ اور نہاوند کی فتح اپنے نتائج کے لحاظ سے اس قدر ہم تھی کہ مسلمانوں میں فتح الفتوح کے نام سے معروف ہو گئی تھی یعنی تمام فتوحات سے بڑھ کر فتح۔ اصفہان کی فتح کے بارے میں لکھا ہے کہ اصفہان کی مہم عبد اللہ بن عبد اللہ کے سپرد ہوئی۔ وہ نہاوند میں تھے کہ حضرت عمرؓ کا خط ملا کہ اصفہان کی طرف روانہ ہوں اور ہر اول دستوں کا کمانڈر عبد اللہ بن ورقاء اسیدی کو اور ریاضی کو بنائیں۔ بازوؤں کی کمان عبد اللہ بن ورقاء اسیدی کو اور عصمه بن عبد اللہ کے سپرد کریں۔ عبد اللہ روانہ ہوئے۔ شہر کے مضائقات میں اصفہان والوں کے ایک لشکر سے مقابلہ ہوا جو ایرانی سپہ سالار اُستیندار کی سر کر دی گی میں تھا۔ شمن کے ہر اول کا افسر یعنی جو پہلا دستہ تھا اس کا افسر ایک تجربہ کار بوڑھا شہر براز جاذویہ تھا۔ اس

”صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عشق الہی“

(چوبہری ناز احمد ناصر)

عبدات میں ایک خاص انہاک پیدا نہ کرے اور اپنے آپ کو اس مقام تک نہ پہنچا دیوے جہاں اللہ تعالیٰ اپنے دائیٰ وعدہ کے موافق اس پر ملائکہ کا نزول شروع کر دیتا ہے۔

اس نکتہ معرفت کو حضرت امام الزمان علیہ السلام نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے:

”خدا نے انسان کی ایسی فطرت رکھی ہے کہ وہ ایک ایسے ظرف کی طرح ہے جو کسی قسم کی محبت سے خالی نہیں رہ سکتا اور خلا، یعنی خالی رہنا، اس میں حال ہے۔ پس جب کوئی ایسا دل ہو جاتا ہے کہ نفس کی محبت اور اس کی آرزوؤں اور دنیا کی محبت اور اس کی تمباوں سے بالکل خالی ہو جاتا ہے اور سفلی محبتوں کی آلاتشوں سے پاک ہو جاتا ہے تو ایسے دل کو جو غیر کی محبت سے خالی ہو چکا ہے، خدا تعالیٰ تجلیات حسن و جمال کے ساتھ اپنی محبت سے پر کر دیتا ہے۔“ (”حقیقتِ الواقع“، روحانی خواجہ عبدالحکیم جلد 22، ص 56)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں مزید فرماتے ہیں:

”خدا تعالیٰ نے صحابہ کی تعریف میں کیا خوب فرمایا ہے: ”من المؤمنینِ رِجَالٌ صَدَقُوا مَا عَاهَدُوا اللَّهُ عَلَيْهِ فَيَنْهُمْ مَنْ قَضَى لَهُمْ وَمَنْهُمْ مَنْ يَنْتَظِرُ“ ترجمہ: مونوں میں ایسے مرد ہیں جنہوں نے اس وعدہ کو سچا کر دکھایا جو انہوں نے خدا کے ساتھ کیا،“ - ”صحابہ کی تعریف میں قرآن شریف سے آیات اکٹھی کی جائیں تو اس سے بڑھ کر کوئی اسوہ حسنہ نہیں“۔ (ملفوظات جلد 4 ص 355، ایڈشن 2003ء، بحوالہ افضل انتقال 10 مارچ 2020ء)

آپ علیہ السلام نے صحابہ کی شان کے بارہ میں مزید فرمایا: ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض محبت اور تربیت سے وہ صحابہ کو یا بشریت کا چولہا تارک مظلوم اللہ ہو گئے تھے اور ان کی حالت فرشتوں کی اسی ہو گئی تھی“۔ (ملفوظات جلد 4 ص 595)۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا تعالیٰ سے اس طرح پیار کیا کہ کفار بھی یہ کہنے لگے کہ ”محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے رب کا عاشق ہو گیا ہے“۔ یہی جذبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے جاں شار صحابہ میں بھی پیدا فرمادیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے بعد ان صحابہ کو اللہ تعالیٰ کا وصال حاصل ہوا اور پھر ان صحابہ نے خدا تعالیٰ کے احکامات پر عمل کر کے اس کے سچے عاشق بن گئے

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ایمان لانے والوں اور ایمان پر استقامت اختیار کرنے والوں، جس کے پہلے مخاطب صحابہ رسول ﷺ تھے، کے بارہ میں فرماتا ہے: إِنَّ الَّذِينَ قَاتَلُوا رَبَّنَاهُ ثُمَّ اسْتَقَمُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ الْمَلَائِكَةُ إِلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْرَنُوا أَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنْتُمْ تُوعَدُونَ۔ نَحْنُ أُولَئِكُمْ فِي النَّجَّا وَالدُّنْيَا وَفِي الْآخِرَةِ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشَتَّهِي أَنْفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ۔ نَزَّلَ اللَّهُ مِنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ (حمد السجدہ، آیہ 33)

ترجمہ (تفسیر صیریح) وہ لوگ جنہوں نے کہا کہ اللہ ہمارا رب ہے، پھر مستقل مزاجی سے اس عقیدہ پر قائم ہو گئے، ان پر فرشتے اتریں گے یہ کہتے ہوئے کہ ڈر نہیں اور کسی پچھلی غلطی کا عمر نہ کرو اور اس جنت کے لئے سے خوش ہو جاؤ، جس کا تم سے وعدہ کیا گیا تھا۔ ہم دنیا میں بھی تمہارے دوست ہیں اور آخرت میں بھی تمہارے دوست رہیں گے اور اس (جنت) میں جو کچھ تمہارے ہی چاہیں گے تم کو ملے گا اور جو کچھ تم مانگو گے وہ بھی تم کو اس میں ملے گا۔ یہ بخششے والے (اور) بے انتہا کرم کرنے والے خدا کی طرف سے مہمانی کے طور پر ہو گا۔

اسی طرح ایک اور جگہ اللہ تبارک و تعالیٰ قرآن کریم میں اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوصاف حمیدہ کے بارہ میں فرماتا ہے:

مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ وَالَّذِينَ أَشَدَّأْمَ عَلَى الْكُفَّارِ رُحْمَاءُ بَيْنَهُمْ تَرَهُمْ رُكَّعاً سُجَّداً يَتَنَعَّمُونَ فَضْلًا مِنَ اللَّهِ وَ رِضْوَانًا سَيِّمَاهُمْ فِي وُجُوهِهِمْ مِنْ أَثَرِ السُّجُودِ (الفتح: 30)

ترجمہ (تفسیر صیریح): محمد اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کفار کے خلاف بڑا جوش رکھتے ہیں، لیکن آپس میں ایک دوسرے سے بہت ملاحظت کرنے والے ہیں، جب تو انہیں دیکھے گا، انہیں شرک سے پاک اور اللہ کا مطیع پائے گا۔ وہ اللہ کے فضل اور رضا کی بھجو میں رہتے ہیں، ان کی شناخت ان کے چہروں پر سجدوں کے نشان کے ذریعہ موجود ہے۔ حق یہ ہے کہ روحانی دولت کسی کو اس وقت تک نصیب نہیں ہوتی جب تک وہ اپنے نفس کو دنیوی آلاتشوں سے پاک کر کے اپنے تقویٰ اور

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق اور قبول اسلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت خدیجہؓ سے شادی کے بعد حضرت

ابو بکر صدیقؓ کے محلہ میں سکونت پذیر ہو گئے تھے۔ آپ دونوں کی ایک ہی قسم کی پاکیزہ عادات اور پاک و صاف دل رکھنے کے باعث یہ دوستی گہری ہوتی گئی۔ اسی طرح یہ دونوں دوست عشق الہی میں پوری طرح مستغرق تھے۔ اسی دوران آپؓ نے روایاء میں دیکھا کہ ”مکہ میں چاندا تراہے اور اس کی سب گھروں میں روشنی پھیل گئی ہے، پھر وہ چاند آپؓ کی گود میں اکٹا ہو گیا ہے۔“ جب آپؓ نے اپنی یہ خواب اہل کتاب کے علماء کو سنائی تو آپؓ کو یہ تعبیر بتائی گئی کہ ”نبی موعود کو مانے کی سعادت نصیب ہوگی۔“ (روضۃ الانف جلد 1 ص 288: ”سیرت صحابہ“ حافظ مظفر احمد صاحب)۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ فرمایا تو حضرت ابو بکر صدیقؓ ان دونوں بغرض تجارت سفر پر ملک سے باہر تھے، واپس مکہ آئئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ نبوت کی خبر ہوئی۔ آپؓ فوراً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دعویٰ کے بارہ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے استفسار فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”میں اللہ کا رسول ہوں، تم مجھ پر ایمان لاو۔“ حضرت ابو بکرؓ نے بغیر کسی دلیل کے جاننے کے فوراً بیعت کر لی، جس سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت خوشی ہوئی۔

حضرت مولا ناروؐ نے کیا خوب فرمایا:

لیک آن صدیق حق مجذخواست

گفت ایں روندونہ گوید غیر راست

جس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت ابو بکرؓ نے کوئی مجذہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی صداقت کے بارہ میں طلب نہ کیا اور چہرہ دیکھ کر، بیعت کر لی کہ یہ جھوٹے کا چہرہ نہیں ہو سکتا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپؓ کی بیعت کرنے کے بارہ میں فرمایا: ”میں نے جسے بھی اسلام کی طرف بلا یا اسے کچھ نہ کچھ تردد ضرور ہوا، سو اسے ابو بکرؓ کے، جب میں نے ان کے سامنے اسلام پیش کیا تو انہوں نے ذرہ برابر بھی تردد نہیں کیا،“ (ابن ہشام جلد 1 ص 267 ”سیرت صحابہ رسول“ حافظ مظفر احمد صاحب)۔ علامہ ابن عبد البر لکھتے ہیں کہ حضرت ابو بکرؓ مردوں میں سے سب سے پہلے اسلام لانے والے تھے اور ان کی چار پیشوں کو صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہونے کا شرف حاصل ہے۔ (استیغات جلد 1 ص 341: ”سیرت صحابہ“ حافظ مظفر احمد صاحب)

ان صحابہ کے متعلق نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اصحاحابی کالنجمون یا نیمهم اقتدیشم اهندیم یعنی“ (مسند عبد ابن حمید، حدیث 781) کہ میرے صحابی ستاروں کی طرح ہیں، جس کی بھی پیروی کرو گے ہدایت پا جاؤ گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی صحابہ کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا: ”حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض محبت اور تربیت سے وہ صحابہ گویا بشریت کا چولہہ اتنا کر مظہر اللہ ہو گئے تھے اور ان کی حالت فرشتوں کی سی ہو گئی تھی۔“

(ملفوظات جلد 4 ص 595)۔

اس مضمون کی تیاری میں مکرم حافظ مظفر احمد صاحب کی تصنیف ”سیرت صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم“ سے بھر پورا استفادہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ مکرم حافظ صاحب کو جزاۓ خیر عطا فرمائے۔ اسی طرح حضرت خلیفۃ المسکن ایڈہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے خطبات جمعہ، جو 313 بدری صحابہ کے متعلق ہیں، سے بھی فائدہ اٹھایا گیا ہے۔

اب میں ذیل میں ان تین اکابر صحابہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم، جن کو خدا تعالیٰ کے خاص فضل سے خلافت کی روا بھی دی گئی، کا ذکر کروں گا، جن کو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی زندگیوں میں ہی جنت کی بشارت دے دی تھی اور ان کو عشرہ مشترہ میں بھی شامل کیا گیا۔ ان کا عشق الہی بھی نمایاں تھا اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی۔ ان کی زندگیاں مثالی تھیں اور قابل تقلید۔



حلیہ و نسب نامہ: ”قدلبما، رنگ گورا، چہرہ دبلاء، خفیف جسم، آنکھیں دھنسی ہوئی اور پیشانی ابھری ہوئی۔ آپ کا نام ”عبداللہ“ تھا، ایک روایت میں آپ کا نام عبد الکعبہ بھی آیا ہے۔ والد کا نام عثمان بن عامر اور کنیت ابو قافل تھی۔ شجرہ نسب آٹھویں پشت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے جاتا ہے۔ والدہ کا نام سلمہ بنت صخر بن عامر تھا، کنیت ”ام الحیر“ مشہور تھی۔ آپ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے دو سال بعد پیدا ہوئے۔ لقب ”عینق“ تھا، جس کے معنی آزاد کے ہیں۔“ (اصاب، جز 4 ص 102: ”سیرت صحابہ“ حافظ مظفر احمد صاحب)

بچشیں۔ آپ کی بیٹی حضرت اسماءؓ کہتی ہیں کہ ”ہمارے ابا، حضرت ابو بکرؓ نے عشق الہی میں سرشار ہو کر راہ خدا میں خرچ کرنے کے بعد بھرت کے لئے پانچ ہزار درہم چاکر کر کے ہوئے تھے، وہ زادراہ کے طور پر ساتھ لے گئے۔“ بھرت مدینہ کے مبارک سفر میں حضرت ابو بکر صدیقؓ نے جس وفا داری، جا شماری اور عشق الہی کا نمونہ دکھایا وہ عشق و وفا کی الگ داستان ہے۔ انہوں نے اپنی دو اوپنیوں میں سے ایک اونٹی آنحضرت ﷺ کی خدمت میں بلا معاوضہ پیش کر دی جو حضور ﷺ نے قیمت ادا کرنے کی شرط پر قبول فرمائی۔ پھر غار ثور میں جان کو خطرہ میں ڈال کر رسول خدا ﷺ کی معیت محض عشق الہی میں اختیار کی۔ اس کا ذکر خود اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ میں اس طرح فرمایا: ثانی اثنین اذ هما فی الغار۔ (سورہ توبہ: 40) یعنی وہ دو میں سے دوسرا جب کہ وہ غار میں تھے۔ جب وہ اپنے ساتھی سے فرمائے تھے، غم نہ کر، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ تب اللہ تعالیٰ نے اس پر اپنی سکینیت نازل فرمائی اور اس کی ایسے لشکروں سے مدد کی جو تم نہیں دیکھتے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ خود بیان کرتے تھے کہ ”جب تعاقب کرنے والے قریش کے سردار غار کے منہ پر پہنچ گئے تو میں نے عرض کیا کہ اگر ان میں سے کوئی اپنے قدموں سے نیچے ہو کر نظر ڈالے تو ہمیں دیکھ سکتا تھا“، نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”اے ابو بکرؓ تمہارا ان دو کے بارہ میں کیا خیال ہے، جس کے ساتھ تیرا خدا ہے؟“ (بخاری کتاب مذاقب الانصار بات بھرت النبی و سیرت الحلبیہ جلد 2 ص 44، استیاب، جلد 3 ص 95)

اسی طرح سفر بھرت میں جب قریش مکہ رسول اللہ ﷺ کے قتل کے درپے اور تعاقب میں تھے، حضرت ابو بکرؓ آپ کی حفاظت، جو عشق الہی کا ہی ایک نمونہ تھا، سرaque کے تعاقب سے پریشان ہو کر رونے لگے، حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ”کیوں رو تے ہو؟“ حضرت ابو بکرؓ نے عرض کیا: ”خدا کی قسم! اپنی جان کے خوف سے نہیں روتا، آپ ﷺ کی خاطر روتا ہوں کہ تعاقب کرنے والے پہنچ گئے ہیں“ تب رسول کریم ﷺ نے دعا کی تو سرaque کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے۔ جب کئی بار ایسا ہوا تو خود سرaque نے اپنے لئے دعا کی درخواست کی اور حضور ﷺ کی دعاء سے نجات پا کر اور انعام و اکرام کے عہد و پیمان لے کر واپس لوٹا اور آپؓ بخیریت یثرب امدینہ پہنچے۔ (سیرت الحلبیہ جلد 2 ص 45 و مسناد حمد جلد 1 ص 5)۔

غزوہات میں شرکت: حضرت ابو بکر صدیقؓ ہر حالت میں عشق الہی سے محور رہتے تھے۔ مختلف خطرناک موقع پر نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوتے تھے۔ تمام غزوہات میں بدر سے فتح مکہ رسول کریم ﷺ کے ساتھ رہ کر خدمات انجام دینے کی توفیق پائی۔ یہ سب قربانیاں آپؓ نے صرف اور صرف عشق الہی کی وجہ سے کیں۔ آپؓ کا نبی کریم ﷺ کی وجہ سے اسلام کو قبول کرنا ہوا لیکن اسلام سے پہلے بھی آپؓ بتوں سے اپنی

تبليغ اسلام: آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے رگ و ریشه میں عشق خدا اس حد تک سرایت کر گیا تھا کہ آپؓ اسلام لانے کے فوراً بعد اسلام کی تبلیغ اور دوسرے دینی کاموں میں مصروف ہو گئے تھے۔ آپؓ کی تبلیغی کاوشوں اور دعاوائیں کے نتیجہ میں قریش مکہ کے مایہ ناز فرزند اسلام کی آغوش میں آگئے، جن میں حضرت عثمانؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زیر بن العوامؓ، حضرت سعد بن ابی وقارؓ اور حضرت عبد الرحمن بن عوفؓ خاص طور پر قبل ذکر ہیں، یہ سب اصحاب بھی عشق الہی میں ایسے مستغرق ہوئے کہ یہ سب عشرہ مبشرہ میں شامل ہوئے اور رسول کریم ﷺ نے ان کی زندگی میں ہی انہیں جنت کی بشارة دی۔ (اصابہ جز 4 ص 102 و بخاری کتاب مذاقب باب مذاقب ابی بکرؓ)

عشق الہی (راہ خدا) میں تکالیف: رسول کریم ﷺ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے بارہ میں فرمایا کہ: ”جب لوگوں نے میرا انکار کیا تو ابو بکرؓ نے میری تصدیق کی اور اپنے مال اور جان سے میری مدد کی“۔ حضرت ابو بکرؓ نے اسلام قبول کرنے کے بعد عشق الہی میں بہت تکالیف اٹھائیں۔ بعض دفعہ قریش مکہ نے اتنا مارا کہ سر کے بال تک گر گئے کیونکہ وہ آپؓ کے سر اور داڑھی کے بالوں کو پکڑ کر کھینچتے تھے۔ حضرت ابو بکرؓ کے ابتدائی اسلام کا واقعہ ہے، جب مسلمان ابھی چالیس افراد سے بھی کم تھے، کہ حضرت ابو بکرؓ نے بڑے اصرار کے ساتھ نبی کریم ﷺ سے خانہ کعبہ میں لے گئے اعلانیہ عبادت کرنے کی درخواست کی اور آپؓ ﷺ کو خانہ کعبہ میں لے گئے اور عبادت کے بعد آپؓ ﷺ نے خطبہ دیا۔ بعد میں کفار مکہ نے آپؓ کو پاؤں اور جتوں سے اتنا مارا کہ چہرہ کا حلیہ بگاڑ دیا، جو پہنچانا نہیں جاتا تھا۔ یہاں تک کہ لوگوں نے آپؓ کو اٹھا کر گھر پہنچایا، ان دیشہ تھا کہ اس مار پیٹ سے جانیرہ ہو سکیں گے۔ آپؓ بے ہوش میں کوئی جواب نہ دیتے تھے۔ شام کو جب کچھ ہوش آئی تو آپؓ کا پہلا سوال یہ تھا: ”رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے، آپؓ ﷺ کو تو کوئی تکلیف نہیں پہنچی؟“ یہ ساری مار پیٹ آپؓ نے صرف اور صرف عشق الہی میں کھائی۔ (سیرت الحلبیہ جلد 1 ص 295)

عشق رسول اور بھرت مدینہ: حضرت ابو بکرؓ جب شہ تو بوجہ

بھرت نہ کر سکے، آپؓ نے کچھ عرصہ بعد آنحضرت ﷺ سے مدینہ بھرت کرنے کی اجازت طلب کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ”ابو بکرؓ! انتظار کرو، شاید اللہ تمہارا کوئی اور ساتھی پیدا کر دے۔“ چند دنوں کے بعد کفار مکہ نے دارالنردہ میں آنحضرت ﷺ کے قتل کا منصوبہ بنایا، ادھر آنحضرت ﷺ کو بذریعہ وحی الہی بھرت کی اجازت مل گئی۔ آپؓ ﷺ فوراً عین دو پہر کے وقت حضرت ابو بکرؓ کے گھر تشریف لے گئے اور بھرت کی اجازت ملنے کی خبر سے آگاہ کیا۔ حضرت ابو بکرؓ پہلے ہی تیار تھے۔ فوراً عرض کیا: ”اصحیحتہ یا رسول اللہ کے اے اللہ کے رسول ﷺ! اپنے اس غلام کو ہمراہی کا شرف

صدیقؓ کو کہ نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہؓ نے حضرت حفظہؓ کے توسط سے دوبارہ درخواست کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر حضرت ابو بکر صدیقؓ کو نماز پڑھانے کا ارشاد فرمایا۔ حضرت حفظہؓ نے جب پھر درخواست کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”تم وہ عورتیں ہو، جنہوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو پھنسلانے کی کوشش کی تھی، حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کہیں کہ وہ نماز پڑھائیں۔“ (بخاری کتاب المغازی) اسی طرح ایک اور موقع پر جب حضرت ابو بکر صدیقؓ موجود نہیں تھے تو حضرت بلالؓ نے حضرت عمرؓ کو نماز پڑھانے کے لئے کہہ دیا۔ جب حجرہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حضرت عمرؓ کی آواز آئی تو فرمایا: ”ابو بکرؓ کہاں ہیں؟ اللہ اور مسلمان یہ بات پسند کرتے ہیں کہ ابو بکرؓ نماز پڑھائیں۔“ (مدرس حاکم جلد 3، استیعاب جلد 3 ص 96) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ان ارشادات میں حضرت ابو بکرؓ کا بلند مقام، عشق الہی کی وجہ سے مستقبل میں ان کی امامت اور خلافت کی طرف ہی اشارہ تھا۔

وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور قیام خلافت

راشدہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر جب صحابہ رسولؐ غم کے مارے دیوانے ہو گئے، کئی ہزار مرتد ہو گئے اور ایک عجیب خوف و ہراس کی کیفیت پیدا ہو گئی۔ حتیٰ کہ حضرت عمر فاروقؓ، جیسے جلیل القدر صحابی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں یہ مانے کوتیرانہ تھے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں، وہ تلوار لے کر اعلان کرنے لگ گئے کہ ”جو یہ کہے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں، میں اس کا سترن سے جدا کروں گا“۔ ایسے نازک موقع پر اللہ تعالیٰ نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو کھڑا کیا۔ آپؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانی پر بوس دیا اور فرمایا: ”اللہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر دو مومنین اکٹھی نہیں کرے گا۔“ ازاں بعد آپؓ مسجد میں تشریف لائے، وہاں حضرت عمرؓ نے تلوار لئے کھڑے تھے، آپؓ نے ان کو فرمایا: ”بیٹھ جاؤ“ اور خطبہ ارشاد فرمایا: ”من کان منکم یعبد محمدًا قد مات و من کان منکم یعبد اللہ فانہ حی لا یموت، یعنی جو تم میں سے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا وہ یاد رکھ کے محمد صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے ہیں اور جو تم میں سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا وہ یاد ہے وہ یاد رکھ کے خدا زندہ ہے، اس پر بھی سوت نہ آئے گی۔ اس کے بعد آپؓ نے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی: وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَقَ مِنْ قَبْلِهِ الرَّسُولَ (آل عمران: 65)، یعنی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اللہ کے رسول ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے سب رسول فوت ہو چکے ہیں۔

آپؓ کے اس بیان کے بعد حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ: ”جب انہیں اس حقیقت کا ادراک ہوا، وہ کھڑے نہ رہ سکے، اور غم کے مارے نڈھاں ہو کر بیٹھ رہے ہے۔“ اس وقت مدینہ کے ہر شخص کی زبان پر یہ آیت تھی

جا جتنی پوری کرنے کی بجائے کسی اور ہستی سے ہی پوری کرتے تھے، یہی وجہ تھی آپؓ اسلام کو قول کرنے والے اول نمبر پر تھے۔ چند مثالیں پیش خدمت ہیں:

1- غزوہ بدر میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت کے لئے ایک جھونپڑی بنائی گئی تھی۔ حضرت علیؓ بیان کرتے ہیں: ”ہم سوچ ہی رہے تھے کہ نازک جگہ پر مشرکین کے حملہ سے حفاظت کے لئے کون ڈیوبنی دے کے معا حضرت ابو بکرؓ تلوار سونتے وہاں کھڑے ہو گئے تاکہ جو حملہ آور اس طرف بڑھے گا وہ اس کا کام تمام کر دیں گے، بلاشبہ حضرت ابو بکرؓ ہی سب سے زیادہ بہادر انسان تھے۔“ (مجموعہ اذکار جلد 9 ص 46)

2- جنگ بدر سے پہلے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بے چین ہو کر دعا نہیں کر رہے تھے۔ اس وقت حضرت ابو بکرؓ ہی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دے رہے تھے کہ: ”یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! بس کریں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے تو اپنے رب سے دعا کرنے میں حد کر دی“۔ (بخاری کتاب التفسیر)

3- غزوہ احد میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت ابو بکرؓ کو دیکھ کر فرماتے تھے: ”آپؓ اپنی تلوار روک رکھیں، ہمیں آپؓ کی ذات کا نقصان قبول نہیں۔“ (کنز العمال جلد 5 ص 658)

4- غزوہ احد کے بعد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دشمن کے تعاقب کا فیصلہ فرمایا تو حضرت ابو بکرؓ ان جاشاروں میں تھے جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے غزوہ حمراء الاسد میں شرکت کی۔ (بخاری کتاب المغازی)

5- غزوہ مصطفیٰ میں مہاجرین کا جہنم حضرت ابو بکرؓ کے ہاتھ میں تھا۔ (بیہقی جلد 4 ص 48)

اماۃت و امامت ابو بکرؓ: 9 ہجری میں فتح مکہ کے بعد عرب کے مختلف وفود کی مدینہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم میں آمد اور دیگر اہم امور کے پیش نظر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حجج بیت اللہ کے لئے مکہ نہ جاسکے چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ”امیر الحجج“، مقرر فرمایا کہ مسلمانوں کی کثیر تعداد کے ساتھ روانہ فرمایا۔ حجج کے بعد مسلمانان عالم کا یہ پہلا آزاد ائمہ حج تھا جس کی قیادت حضرت ابو بکر صدیقؓ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت میں فرمار ہے تھے (ابن سعد جلد 3 ص 174)

حجۃ الوداع کے اگلے سال 10 ہجری میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیمار ہو گئے اور مسجد میں نماز پڑھانے تشریف نہ لاسکے کے باعث امامت نماز کی سعادت بھی حضرت ابو بکر صدیقؓ کے حصے میں آئی۔ حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کے رقیق القلب، جو صرف اور صرف عشق الہی کی وجہ سے تھا، ہونے کے باعث حضرت عمر فاروقؓ کو نماز پڑھانے کا ارشاد فرمانے کی درخواست کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”ابو بکر

نہیں۔ اس وقت حضرت ابو بکرؓ کے دامن طرف حضرت عمرؓ اور بائیں طرف حضرت ابو عبیدہ بن الجراح تھے، آپ نے ان کے ہاتھ پکڑ کر کہا کہ ”ان دونوں میں سے کسی کی بیعت کرو، میں اس کے لئے تیار ہوں۔“ حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکرؓ کی بیعت کی تائید کی۔

(بخاری کتاب التدوین، ابن سعد جلد 3 ص 151، بیہقی جلد 8 ص 143)

اس موقع پر حضرت عمرؓ نے بھی انصار کے نیک جذبات کو بہت خوبصورت انداز میں ابھارا۔ آپ نے کہا: ”آنحضرت ﷺ نے اپنی آخری بیماری میں کسے امام مقرر کیا؟ تم میں سے کون گوارا کرے گا کہ انہیں اس مقام سے ہٹائے جس پر خدا اور اس کے رسول ﷺ نے اپنیں کھڑا کیا ہے۔“ انصار میں خدا تری تھی، انہوں نے کہا کہ ”هم میں سے کوئی بھی ایسا پسند نہیں کرے گا، ہم استغفار کرتے ہیں اور اس بات سے اللہ تعالیٰ کی کپڑے پناہ مانگتے ہیں، ابو بکرؓ سے کہا کہ وہ آگے بڑھیں۔“

(ازالۃ الحجۃ، مترجم، ص 240، استیعات جلد 3 ص 97)

اس پر انصار میں حضرت زید بن ثابت نے حضرت ابو بکرؓ کا ہاتھ پکڑ کر کہا: ”لوگو! یہی تمہارے امام ہیں ان کی بیعت کرو۔“ حضرت عمرؓ نے بھی ابو بکرؓ سے عرض کیا کہ ”آپ ہاتھ بڑھائیں اور ہماری بیعت لیں۔“ چنانچہ سب مہاجرین و انصار نے حضرت ابو بکر صدیقؓ کی اس وقت بیعت کر لی۔ (مجموع ازوائد جلد 5 ص 183 و کنز العمال جلد 3 ص 130، 140) اس طرح اللہ تعالیٰ نے بھی اپنا ہاتھ ابو بکرؓ پر رکھا اور ان کے عشق الہی کی تائید کی، اس پر کبھی موت نہ آئے گی۔ اس کے بعد آپؓ نے قرآن کریم کی یہ آیت پڑھی: و ما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل۔۔۔ (آل عمران: 65)، یعنی محمد ﷺ اللہ کے رسول میں اور آپ ﷺ سے پہلے سب رسول فوت ہو چکے ہیں۔

آپؓ کے اس بیان کے بعد حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ: ”جب انہیں اس حقیقت کا ادراک ہوا، وہ کھڑے نہ رہ سکے، اور غم کے مارے نڑھاں ہو کر بیٹھ رہے۔“ اس وقت مدینہ کے ہر شخص کی زبان پر یہ آیت تھی اور وہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے تمام انبیاء کی وفات کی دلیل سے رسول اللہ ﷺ کی وفات کا اعلان کرنے کا حوصلہ پار ہاتھا۔ (بخاری کتاب المغازی)۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں: ”ہماری زندگیوں میں جتنے موقع آئے، ان میں اس سے زیادہ خطرناک موقع میں نہیں دیکھا۔ پہلی دفعہ اللہ تعالیٰ کا خلافت کے بارہ میں وعدہ پورا ہونے والا تھا، پہلے ایسا تجربہ موجود نہیں تھا کہ انتخاب کیسے ہو اور کون خلیفہ مقرر ہو؟“ حضرت علیؓ اور اہل بیت کے افراد آنحضرت ﷺ کے کاموں میں مصروف تھے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں: ”اے ابو بکرؓ! آئیے ہم انصار کے پاس چلیں۔ راستے میں ہمیں دو بزرگ انصار ملے، انہوں

اور وہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے تمام انبیاء کی وفات کی دلیل سے رسول اللہ ﷺ کی وفات کا اعلان کرنے کا حوصلہ پار ہاتھا۔ (بخاری کتاب المغازی)۔

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں: ”ہماری زندگیوں میں جتنے موقع آئے، ان میں اس سے زیادہ خطرناک موقع میں نہیں دیکھا۔ پہلی دفعہ اللہ تعالیٰ کا خلافت کے بارہ میں وعدہ پورا ہونے والا تھا، پہلے ایسا تجربہ موجود نہیں تھا کہ انتخاب کیسے ہو اور کون خلیفہ مقرر ہو؟“ انصار مدینہ اپنے سردار سعد بن خدا کے پاس مجمع ہوئے۔ ادھر مہاجرین میں سے بزرگ صحابہ حضرت عمرؓ اور حضرت ابو عبیدہ بن الجراح اور دیگر مہاجرین حضرت ابو بکرؓ کے پاس اکٹھے ہوئے اور سوچنے لگے کہ اسلام کے اوپر بڑا خطرناک وقت ہے، کیا کیا جائے۔ حضرت علیؓ اور اہل بیت کے افراد آنحضرت ﷺ کے گھر تجھیز و تکفین کے کاموں میں مصروف تھے۔ حضرت عمرؓ کہتے ہیں: ”اے ابو بکرؓ!

آئیے ہم انصار کے پاس چلیں۔ راستے میں ہمیں دو بزرگ انصار ملے، انہوں نے ہمیں فتنے کے ڈر سے انصار بھائیوں کے پاس جانے سے منع کیا اور بتایا کہ وہ لوگ کسی اور طرف مائل ہو چکے ہیں، تم اپنا کوئی الگ فیصلہ کرو، میں نے کہا خدا کی قسم! ہم ضرور وہاں جائیں گے۔“ پھر جب ہم سقیفہ بنوساعدہ پہنچ تو دیکھا کہ ایک شخص کمبل اوڑھ کر بیٹھا ہے۔ معلوم کرنے پر پتہ چلا کہ سردار خزر، سعد بن عبادہ، کو بخاری حالت میں امیر بنانے کی غرض سے وہاں لا یا گیا ہے۔ اس موقع پر انصار کا خطیب کھڑا ہوا اور تقریر کرتے ہوئے کہا: ”ہم اللہ کے انصار اور اس کا شکر ہیں۔“ پھر انصار کے مناقب بیان کر کے مہاجرین کو مخاطب کیا کہ: ”آپ مہاجرین کی جماعت ہو، تمہاری قوم کے چند بدروں چاہتے ہیں کہ ہمارا استیصال کریں اور امارت و حکومت سے ہمیں محروم کر دیں۔“ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے اس کا جواب دینا چاہا، لیکن حضرت ابو بکرؓ نے مجھے منع کر دیا۔

پھر انصار کا ایک اور خطیب کھڑا ہوا اور کہنے لگا: ”اے مہاجرین کی جماعت! رسول کریم ﷺ کسی بھی مہم کے لئے تمہارے ایک آدمی کے ساتھ ہمارا بھی ایک آدمی چھتے تھے، جس سے صاف ظاہر ہے امارت و حکومت ہم دونوں کا حق ہے، ایک امیر ہم میں سے اور ایک تم میں سے ہوتا چاہیے۔“ اس پر حضرت زید بن ثابت انصاری نے تقریر کرتے ہوئے کہا: ”رسول اللہ ﷺ مہاجرین میں سے تھے اور ہمارا امام بھی مہاجرین میں سے ہو گا اور ہم اس کے انصار و مددگار ہوں گے۔“ حضرت عمرؓ بیان کرتے ہیں کہ اس کے بعد حضرت ابو بکرؓ نے میری سوچوں سے کہیں زیادہ شاندار فی البدیل یہ تقریر کی جس نے مجمع پر سکوت طاری کر دیا۔ آپؓ نے فرمایا کہ: ”یہ سب ہمیں تسلیم! مگر امر واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے ساتھ تعلق اور دینی و دنیوی وجاہت کے باعث قریش کا ایک مقام ہے۔ اے انصار! اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی خدمات کی بہترین جزا عطا کرے اور تمہارے اس خطیب، زید بن ثابت، کی رائے کو قائم فرمائے، اس کے علاوہ کسی اور رائے پر اکٹھے ہونا ممکن

کارنامے اور فتوحات:

1۔ فتنہ ارتداد، بغاوتیں و مدعیان نبوت کا قلع قمع:

فرمائی کہ: ”ہر جمیع میں میرا یہ خط پڑھ کر سنایا جائے“۔ الحمد للہ خدا تعالیٰ کی نصرت سے سب معاملات طے پائے اگئے اور مملکت اسلامیہ میں سکون پیدا ہو گیا۔

3۔ مدینہ کی حفاظت: 11 ہـ مدینہ کو گرد و نواح کے قبائل

سے سخت حملہ کا خطرہ پیدا ہو گیا۔ لشکر اسامہؓ کی روائی کے بعد مدینہ میں لڑنے والوں کی تعداد بہت کم رہ گئی تھی اور مرکز اسلام کی حفاظت کا ہم مسئلہ درپیش تھا۔ مدینہ کے گردناکوں پر آپؐ نے حضرت علیؓ، حضرت زیرؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ کو مقرر کیا اور اہل مدینہ کو مسجد بنوی میں اکٹھا کر کے ایک موئثر تقریر کی اور ہنگامی تیاری کا حکم دیا۔ اس خطاب کے تیرے دن مرتدین نے مدینہ پر حملہ کر دیا۔ حضرت ابو بکرؓ کا اطلاع میں تو خود موجود نفری کو لے کر نکل، جوابی کارروائی دیکھ کر دشمن منتشر ہو گئے۔ آپؐ ان کے تعاقب میں خود لٹکے۔ اس طرح مدینہ کے گرد و نواح میں جس قدر فتنے تھے، آپؐ نے خود ان کو ختم کیا۔ اسی طرح مرتدین کا بھی آئندی ہاتھوں سے مقابلہ کیا اور کمال عزم سے فرمایا کہ: ”اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں یہ لوگ ایک اونچی کاچھ یا نکمل بھی دیتے تھے تو میں ان سے اس کے لئے لڑوں گا“۔ (بخاری کتاب الزکوہ، طبری مترجم اردو جلد 2 ص 63)۔ یامام کی طرف آپؐ نے حضرت خالد بن ولید کے ساتھ اور حضرت ثابتؓ بن قیس کی معاونت میں لشکر بھجوایا۔ اللہ تعالیٰ نے نصلی فرمایا اور مسلمہ کذاب کے فتنے سے مسلمانوں کو بجاتی میں اور وہ ہلاک ہوا۔

4۔ جمع قرآن: حفاظت قرآن آپؐ کا ایک بڑا کارنامہ

ہے۔ چنانچہ حضرت ابو بکرؓ نے اس کام کے لئے کاتب و حی حضرت زید بن شاہد کو مقرر کیا، جنہوں نے قرآن شریف کو، جو متفرق اجزاء کی شکل میں تھا، مختلف صحابہ سے اس کی تحریری شہادتیں اکٹھی کر کے ایک نسخ جمع کروانے کا اہتمام کیا۔ (بخاری فضائل القرآن)۔

5۔ وراشت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا فیصلہ:۔۔۔ یہ ایک بہت نازک مرحلہ تھا۔۔۔ حضرت ابو بکرؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کی روشنی میں کہ ”ہمارا ورش نہیں چلے گا اور ہمارا ترکہ صدقہ ہے“، نہایت درج انصاف کے ساتھ یہ تاریخی فیصلہ کیا کہ: ”ان اموال میں سے اہل بیت فائدہ اٹھائیں گے، جس طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں استفادہ کرتے تھے، مگر یہ جائیداد بطور ورش تقدیم نہ ہوگی“۔ چنانچہ حضرت فاطمہؓ اس پر راضی ہو گئیں۔ (مندادحمد، جلد 1 ص 9)۔

6۔ جہاد فی سبیل اللہ (فتوات ایران و شام):

حضرت ابو بکرؓ کے منحصر سے دور میں فتوحات کا ایک عظیم سلسہ شروع ہو گیا۔ فتوحات کے اعتبار سے آپؐ کا زمانہ خلافت وہ مقدس دور ہے جس میں بعد میں بننے والی مستقل اسلامی حکومت کی داغ بیل پڑی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان کیا کہ

نبی یہم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر دیگر خطرات میں ایک بڑا خطرہ جو خلافت اولیٰ کے قیام کے فوراً بعد پیدا ہوا، وہ عرب کے مختلف علاقوں میں کئی بادیہ نشین مرتد ہو کر زکوٰۃ سے منکر ہو گئے، بعض نے نبوت کا دعوے کر کے بغاؤت کر دی۔ اس وقت کے عرب کے نقشہ میں ایک طرف مرتدین تھے، دوسری طرف مدعیان نبوت، تیسرا طرف منکرین زکوٰۃ تھے۔ ان حالات میں اسلام کو بچانا، مسلمانوں کی حفاظت کرنا اور خلافت کو استحکام عطا کرنا حضرت ابو بکر صدیقؓ کا ایک عظیم الشان کارنامہ ہے۔ ابن تاثیر نے لکھا ہے کہ: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کی خبر جب مکہ پہنچی تو وہاں کا حاکم عتاب کے مارے چھپ گیا اور مکہ لرزائھا۔ قریب تھا کہ سارے کاسارا شہر مرتد ہو جاتا“۔ (تاریخ ابن تاثیر جلد 1 ص 134)۔ باقی علاقے، جہاں یہودی اور نصرانی تھے، کو الگ کھل کھیلنے کا موقع مل گیا۔ حضرت عبد اللہ بن مسعود اس صورت حال کا نقشہ اس طرح بیان کرتے ہیں کہ: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد ہماری حالت ایسی ہو گئی کہ قریب تھا ہم تباہ و بر باد ہو جاتے اگر اللہ تعالیٰ حضرت ابو بکرؓ کے ذریعہ ہم پر احسان نہ فرماتا“۔

2۔ لشکر اسامہ کی روائی: عین اس وقت جبکہ مرکز اسلام

معاذین اور دشمنوں کے اندر گھر اہوا تھا، لشکر اسامہ کی روائی کا ایک بہت بڑا امتحان درپیش آیا۔ اس لشکر میں حضرت عمرؓ اور بعض دیگر بزرگ صحابہ بھی شامل تھے۔ صحابہ نے عرض کیا: ”اے امیر المؤمنین! اس وقت تمام عرب پر اگندہ ہے۔ کئی قبائل مرتد ہو گئے ہیں جو نبوت کے دعویداروں کے ساتھ مل کر مدینہ پر حملہ کی تیاریاں کر رہے ہیں، خدارا! کچھ عرصہ کے لئے آپ اسامہؓ کے لشکر کو روک لیں۔ ہاں بعد میں لشکر بھوایا جاستا ہے“۔ خدا تعالیٰ اپنے خلفاء کو کیا عجیب عظمت شان اور عزم واستقامت عطا کرتا ہے۔ حضرت عمرؓ، جیسا دل گردے والا انسان، بھی ان سے عرض کرتا ہے: ”یا حضرت! اسامہؓ کے لشکر کو روک لیں۔ مگر خدا کا وہ وقار خلیفہ شیری کی طرح گر جتے ہوئے فرماتا ہے: ”(ترجمہ) خدا کی قسم! اگر مجھے لیکن ہو کہ درندے میدینے میں آکر میرا جسم نوج لیں گے، تب بھی میں اسامہؓ کے اس لشکر کو ضرور روانہ کروں گا، جسے بھجوانے کے لئے خدا کے رسول، محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا“۔ (تاریخ ابن تاثیر، جز 1 ص 142) حضرت ابو بکرؓ نے اس لشکر کو خود شہر کے باہر جا کر روانہ کیا۔ ازاں بعد آپؐ مرتدین کی شورش کی طرف متوجہ ہوئے۔ پہلے تمام عرب کے مرتدین کے نام آپؐ نے خطوط لکھے، جس میں اطاعت قبول کرنے والوں سے صلح اور باغیوں سے جنگ کا اعلان تھا۔ آپؐ نے ہدایت

آپ تجارت کی غرض سے بیرون ملک تھے۔ واپس آنے پر جب راستے میں ہی آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا علم ہوا تو آپ فوراً خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور صرف دعوے کی تصدیق کی اور فوراً ایمان لے آئے۔ مردوں میں آپ پہلے شخص تھے، جن کو ایمان لانا نصیب ہوا۔

انفاق فی سبیل اللہ: آپ ایک کامیاب تاجر تھے اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنی دولت بے دریخ خرچ کرتے تھے۔ متعدد مسلمان

غلاموں کو خرید کر آزادی دلوائی۔ جب بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کوئی تحریک ہوتی تو سب سے پہلے اور سب سے زیادہ ماں پیش کرتے۔ ایک موقع پر آپ نے اپنے گھر کی ہر چیز پیش کر دی۔ جب کہ حضرت عمرؓ اپنے گھر کا آدھا ماں لے کر حاضر ہوئے اور خیال کیا کہ اس دفعہ وہ بازی لے جائیں گے لیکن جب حضرت ابو بکرؓ گھر کی چیز لے آئے تو کہا کہ وہ بھی بھی آپؓ کو ہر انہیں سکتے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت ابو بکرؓ کا مقام بیان کرتے ہوئے فرمایا:

”حضرت ابو بکر صدیقؓ کامل عارف، اخلاق کے حلیم اور فطرت کے حیم تھے۔ آپ نے ایکساری اور تہائی کا چولہ زیب تن کیا اور زندگی بسر کی۔ آپ بہت عفو، شفقت اور رحمت کرنے والے تھے اور اپنی پیشانی کے نور سے پہنچانے جاتے تھے۔ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے تعلق بہت مضبوط تھا۔ آپ کی روح خیر الورثی کی روح سے ملی ہوئی تھی اور اس نور سے ڈھکی ہوئی تھی جس نور نے آپ کے پیشواؤ اور خدا تعالیٰ کے محبوب کو ڈھانپ رکھا تھا۔ آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نور اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم فیوض میں نہایا تھے اور آپ فہم قرآن اور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ بنو نواع انسان کی محبت میں سب لوگوں پر فوکیت لے گئے تھے۔ جب سچی محبت الہی آپ کے نس نس میں، آپ کے دل کی گہرائی اور روح کے ذرے میں گھر کر گئی اور اس محبت کے انوار اور آپ کے اتوال و افتخار اور نشست و برخاست میں ظاہر ہوئے تو آپ کو ”صدیقؓ“ کا خطاب ملا اور جناب خیر الاحسین کے دربار سے گھر اور بتازہ علم عطا ہوا۔ چنانچہ سچ آپ کی ذات میں راسخ ملکہ اور فطرت اور عادات ہو گیا جس کے انوار آپ کی شخصیت کے ہر قول و فعل، ہر حرکت و سکون اور حواس و انفاس سے ظاہر ہو گیا جس کے انوار آپ کی شخصیت کے ہر قول و فعل، ہر حرکت و سکون اور حواس و انفاس سے ظاہر ہوئے اور آپ کو آسمانوں اور زمین کے رب کی طرف سے منعم علیہم لوگوں میں شامل کیا گیا۔ آپ کتاب نبوت کے کامل پرتو تھے اور اہل جود و سچا کے امام تھے اور آپ کا خیر انبیاء کی بقیہ مٹی سے اٹھایا گیا تھا۔“ (سر اخلاف، روحاںی خزان، جلد 8، ص 355 تا 377 جماعت عربی)

کے زمانہ سے ہی ایران سے کشمکش شروع ہو گئی تھی۔ جب کسری شاہ ایران نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تبلیغی مراسلہ پھاڑ دیا تھا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”خد اس کی سلطنت کو گلزار کر دے کر دے۔“ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک موقع پر فرمایا تھا کہ: ”یہ قوم کیسے کامیاب ہو گی جس نے ایک عمورت کو حاکم بنا لیا ہے۔“ (بخاری کتاب المغازی)۔ عراق کی فتح بھی آپؓ کے دور میں ہوئی۔ (ابن اشیم مترجم ارد و جلد 3 ص 87-108)۔

7۔ شام سے جنگ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے آخری ایام میں رومیوں سے کشمکش کا سلسہ بھی شروع ہو چکا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود اپنی زندگی میں رومی سرحد پر غزوہ تبوک کے لئے کئے تھے۔ پھر اسامہ کا شکر رومی سرحدوں پر بھیجا گیا۔ ایک طرف دنیا کی بڑی طاقت ایران سے جنگ جاری ہے تو ادھر دوسری بڑی طاقت شام سے جنگ چھڑ رہی ہے۔ حضرت ابو بکرؓ کے ارشاد پر حضرت خالدؓ نے مختلف محاذاوں کے امراء کی افواج اکٹھی کر کے جنگ یرموک میں شمن کا مقابلہ کیا۔ خدا کے فضل سے مسلمانوں کو فتح ہوئی، اسی دوران آپؓ کی وفات ہو گئی۔ (ابن اشیم مترجم جلد 3 ص 141-115)

8۔ توحید کا عرفان اور عشق الہی کی چمک:

حضرت ابو بکرؓ توحید کا مل پر بڑی شان سے قائم تھے۔ ایک دفعہ حضرت عثمانؓ نے کہا: ”کاش! میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ مشکل سوال دریافت کر لیا ہوتا کہ شیطانی وساوس کا کیا علاج ہے۔“ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا: ”میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال پوچھا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ ”کلمہ توحید پڑھ کر اس پر قائم ہو جانا ہی ایسے وساوس کا علاج ہے۔“

ایک اور موقع پر آپ نے فرمایا کہ: ”میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سوال پوچھا تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ کلمہ توحید پڑھ کر اس پر قائم ہو جانا ہی ایسے وساوس کا علاج ہے۔“ (مسند احمد جلد 1 ص 8)

ایک اور موقع پر فرمایا کہ: ”میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے سنائے ہے: ”تمہیں کلمہ اخلاص (یعنی شہادت توحید) اور ایمان باللہ سے بڑھ کر کوئی چیز عطا نہیں کی گئی،“

(مسند احمد جلد 1 ص 8)

چنانچہ توحید کی عظیم الشان صداقت پر کامل یقین و ایمان کے باعث ہی آپؓ ”صدیقؓ“ کہلانے اور اس وصف کو نبیوں کے دل کی طرح پاک و صاف کر دیا تھا اور دراصل یہی چیز بیش اور سرچشمہ ہے۔ آپؓ کے تمام اخلاق عالیہ کا جن میں تعلق باللہ، خشیت اللہ، تواضع، صدق، شجاعت، انفاق فی سبیل اللہ اور خدمت خلق وغیرہ شامل ہیں۔

عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم: آپؓ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کی حد تک پیار تھا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بعثت کا اعلان فرمایا تو

حضرت عمر فاروقؓ خلیفہ راشد۔ ثانی

میں داخل ہو کر کہنے لگے: ”جو کلام تم پڑھ رہے تھے، پہلے وہ سناؤ“۔ جب انہوں نے بے ادبی کے خوف سے پس و پیش کی تو حالت جوش میں بہنوئی اور بہن کو لہو لہان کر دیا اور انہیں کہا کہ: ”اس دین سے واپس لوٹ آؤ“۔ آپ کی بہن نہایت استقامت سے بولیں: ”نہیں ہو سکتا۔ اے عمر! جو چاہو تم کر گزو، جتنا ظلم مرضی ہے، ڈھالو، اب تو اسلام میرے دل میں گھر کر چکا ہے۔ آخر عمرؓ کا دل پُستج گیا۔ کہنے لگے: ”اچھا مجھے کچھ قرآن تو سناؤ“۔ اس پر سورۃ طاؓ یا سورۃ حمدید کی کچھ آیات آپؓ کو سنائی گئیں۔ یہ آیات اللہ تعالیٰ کی توحید، عظمت و جبروت اور تسبیح و تحریک پر مشتمل تھیں، ان آیات نے حضرت عمرؓ کے دل پر بھلی کاسا اثر کیا۔ علی اسحاق آپ تلوار ہاتھ میں لئے دار ارقم میں حاضر ہو گئے۔ جب دروازہ پر دستک ہوئی تو آخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”عمر! کس ارادہ سے آئے ہو؟ آپ نے عرض کیا: ”حضرت صلی اللہ علیہ وسلم! میں اسلام قبول کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں“۔ پھر انہوں نے اشہد کہ ان لا إله إلا الله وَ أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولَ اللَّهِ پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی توحید اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کی گواہی دی تو آخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوشی سے باہر بلند نعرہ تک بیکر بلند کیا۔ (مجموعہ ازاد و ان جلد ۹ ص 62)۔

غزوہات میں شرکت: آپؓ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تمام غزوہات میں شرکت کی اور اپنی شجاعت کے جو ہر دھکائے۔ قریش مکہ نے مدینہ میں بھی آخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھیوں کو سکھ کا سانس نہ لینے دیا اور مدینہ پر چڑھائی کی۔ ان غزوہات میں حضرت عمرؓ ہمیشہ آخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دست و بازو بن کر رہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چند صحابہ کے ساتھ پہاڑ کی اوڑیں محفوظ بیٹھے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی کہ: ”خدا یا! یہ لوگ یہاں نہ پہنچ پا سکیں“۔ حضرت عمرؓ چند مہماں بزرگ اور انصار کو لے کر آگے بڑھے اور حملہ کر کے خالد کے دستے کو پسپا کر دیا۔ اسی طرح جب ابو سفیان طعنہ دے کر یہ کہہ رہا تھا کہ ہم نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو قتل کر دیا، ہم نے ابو مکرؓ اور عمرؓ کو قتل کر دیا، اگر یہ زندہ ہوتے تو جواب دیتے تو حضرت عمرؓ سے ضبط نہ ہو سکا اور جوش سے کہا: ”اے دشمن! خدا تم جھوٹ کہتے ہو، یہ سب تمہیں ذلیل کرنے کے لئے اللہ کے فضل سے زندہ موجود ہیں۔“

(بخاری کتاب المغازی، باب غزوہ احاد)

فتحات: 13ھ میں حضرت ابو بکرؓ کی وفات کے بعد ان کیوصیت کے مطابق حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے۔ آپؓ نے اپنے دور خلافت میں عراق، ایران اور شام کی مہمات مکمل کروائیں۔ ان کے دس سالہ دور خلافت میں عراق، شام، ایران اور مصر میں اسلامی جہنڈ الہارنے لگا۔ آرمینیا، آذربائیجان اور جزاں بھی اسی دور میں فتح ہوئے۔ (اسد الغافر جلد 4 ص 71)۔ حضرت عمرؓ کے عہد میں قدسیہ میں ایرانیوں سے فیصلہ کن جنگ ہوئی۔ آپؓ کے عہد میں ہی شام کی فتوحات کا آخری فیصلہ یرموک میں ہوا۔ حضرت عمرؓ اس فتح کی خبر

نسب نامہ: آپؓ کا نام عمرؓ تھا۔ قدیمبا، رنگ گندمی، داڑھی گھنی، جسم مضبوط، آنکھیں سرخی مائل تھیں۔ نسب آٹھویں پشت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مل جاتا ہے۔ مکہ میں مختلف خاندانوں کے پاس مختلف قومی خدمات تھیں۔ آپؓ کے خاندان، بنو عدی، کے سپرد جھگڑوں کے فیصلے اور سفارت کا منصب تھا۔ (اس الفارابی ج 4 ص 52، استیعاب جلد 3 ص 36)۔ حضرت عمرؓ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے عمر میں 13 سال چھوٹے تھے، قریش کے معزز خاندان سے تعلق تھا۔ حضرت عمرؓ شرفاء عرب میں راجح الوقت فتوں: (تیراندازی و شہسواری) سے خوب واقف تھے۔ (ابن سعد جلد 3 ص 325)۔ آپؓ اس زمانے کے چند گنتی کے لوگوں میں سے تھے جو لکھنا پڑھنا جانتے تھے۔ آپؓ نے بھی تجارت کو ذریعہ معاش اپنایا۔ کئی ممالک کے سفر کئے اور ان لوگوں سے بہت کچھ سیکھا۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اعلان رسالت کی فرمایا، آپؓ کی عمر 27 سال تھی۔ آپؓ جیسے آزاد منش نوجوان کو یہ پیغام اپنے اور اہل دلن کے مزاج کے خلاف نظر آیا اور وہ اس کی مخالفت پر کم بستہ ہو گئے۔

قبول اسلام: حضرت عمرؓ کے قبول اسلام کا واقعہ بہت مشہور ہے۔ جو لوگ مسلمان ہو رہے تھے ان پر سخت مظالم روا رکھ۔ جب دیکھا کہ ان کا جبر اور سختی لوگوں کو اسلام سے پچھے نہیں ہٹا سکی تو ایک روز آخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ارادہ سے گھر سے نکلے، ادھر رحمۃ العالمین صلی اللہ علیہ وسلم عمر کے لئے دعا نہیں کر رہے تھے کہ ”اے اللہ! ابو جہل (عمر) بن ہشام اور عمر بن خطاب میں سے جو تجھے زیادہ پسند ہے اسے اسلام کی آغوش میں لے آ۔“ (ترمذی کتاب المناقب باب مناقب عمر)۔ آخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا نہیں لائیں اور عمر بن خطاب میں رفتہ تبدیلی آنے لگی۔ حضرت عمرؓ کا اپنا بیان ہے کہ: ”قبول اسلام سے پہلے ایک دفعہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حلاش میں لکلا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم بیت اللہ میں سورۃ الحاقة کی تلاوت کر رہے تھے، میں اس کلام سے بہت متاثر ہوا اور دل میں گھر کر گیا“۔ (مجموعہ ازاد و ان جلد ۹ ص 62)۔ دراصل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے تقدیر الہی حرکت میں آچکی تھی۔ حضرت عمرؓ کے قبول اسلام کا فوری سبب وہ واقعہ ہوا جب وہ تلوار سونتے ہوئے آخر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے ارادہ سے گھر سے نکلے۔ راستے میں نعیم بن عبد اللہ ملے، جن کے پوچھنے پر انہوں نے اپنا مقصد بتایا، جس پر انہوں نے حضرت عمرؓ کے بہنوئی اور بہن کے مسلمان ہونے کا بتایا۔ چنانچہ یہ پہلے اپنی بہن کے گھر کی طرف چل پڑے۔ قریب پہنچنے پر قرآن شریف کی آواز سنائی دی۔ گھر

ہو کر کہنے لگے: ”واه! عمر بن الخطاب تو امیر المؤمنین ہو گیا ہے! خدا کی قسم اے خطاب کے بیٹے! تمہیں تقویٰ اختیار کرنا ہو گا ورنہ اللہ تمہیں عذاب دے گا۔“

حضرت عمرؓ قرآن شریف کی تلاوت نہایت بصیرت غور اور تدبر سے کرتے تھے۔ قرآن کریم کے بڑے عالم تھے۔ نماز میں ان آیات کی بالخصوص تلاوت فرماتے جو اللہ تعالیٰ کی عظمت و جلال اور حشر و نشر کے مضمون پر مشتمل ہوتی تھیں۔ تلاوت کرتے وقت ایسی خشیت اور بہیت آپ پر طاری ہوتی کہ مسلسل روتے جاتے، بسا اوقات آپؓ کی بچکی بندھ جاتی۔ صحابہؓ بیان کرتے ہیں کہ سورۃ یوسف کی آیات انما اشکو بئی و حزنی الی اللہ پڑھتے ہوئے بعض اوقات آپؓ پر ایسی قلبی رقت طاری ہوتی کہ رونے کی آواز پچھلی صفوں میں سنی جاتی تھی۔ مواخذہ کا خوف آپؓ کو اس قدر تھا کہ کہا کرتے تھے کہ: ”میرا تولد چاہتا ہے کہ کاش برا میں ہی چھوٹ جاؤں اور مجھ سے کوئی مواخذہ نہ ہو خواہ کوئی انعام نہ ہی دیا جائے“۔ (بخاری کتاب المناقب باب مناقب عمرؓ)۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے درہ اٹھا کر کسی کو پکارا۔ اس نے کہا: ”آپؓ کو اللہ کے نام کی نصیحت کرتا ہوں“۔ حضرت عمرؓ نے وہ درہ پھینک دیا اور کہا: ”تم نے بہت بڑے نام کی نصیحت کی“۔ (ابن سعد جلد 3 ص 309)۔ ایک روایت میں ہے کہ صحابہ رسول ﷺ حضرت عمرؓ کی معیت اس نے اختیار کرتے تھے تا کہ ان سے تقویٰ کی راہیں سیکھیں۔ (ابن سعد جلد 3 ص 291)۔ حضرت عمرؓ کامل موحد تھے۔ ایک دفعہ حج کے موقع پر حجر اسود کو بوسہ دیتے ہوئے یوں اظہار کیا: ”اے حجر اسود! میں تجھے بوسہ تو دے رہا ہوں مگر خوب جانتا ہوں کہ تو محض ایک پتھر ہے اور خدا کی قسم! اگر میں نے رسول خدا ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے ہرگز بوسہ نہ دیتا“۔ حقیقت میں یہ بھی عشق الہی کے اظہار کا ایک ادنیٰ سامونہ تھا۔ (جامع الترمذی کتاب الحج باب ماجاء فی تقبیل الحجر)

مالی قربانی: غزوہ خیبر میں حضرت عمرؓ کو مال غیمت میں زمین کا بڑا ملکہ اماں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ اس طرح کا بہترین اور قیمتی مال مجھے آج تک نصیب نہیں ہوا، جیسے آپ ﷺ ارشاد فرمائیں وہاں خرچ کروں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ”اگر پنڈ کرو تو اسے وقف کر دو کہ اصل محفوظ رہے اور اس کی آمد صدقہ میں خرچ ہو“۔ چنانچہ آپؓ نے ایسا ہی کیا۔ اسلام میں یہ پہلا وقف تھا جس کی آپؓ کو توفیق ملی۔ (بخاری کتاب الشروط باب الشروط فی الوقف، ابن سعد جلد 3 ص 358)۔ اسی طرح بعد میں آپؓ غزوہات فتح مکہ اور نہیں میں بھی شامل ہوئے۔ غزوہ تبوک کے موقع پر جب چندہ کی خاص تحریک ہوئی تو حضرت عمرؓ اس ارادہ سے اپنے گھر گئے کہ حضرت ابو بکرؓ، جو ہمیشہ نیکوں کی دوڑ میں آگے نکل جاتے تھے، اس دفعہ آگے بڑھنے نہیں دوں گا، اپنا نصف اثاثہ حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ آنحضرت ﷺ

سننہ ہی سجدہ شکر بجالائے تھے۔ فتح بیت المقدس کے موقع پر عیسائیوں کے اسقف (مدبھی سر بر اہل اعلیٰ) کی اس خواہش پر کہ امیر المؤمنین خود تشریف لا کر معاهدہ صلح کریں، حضرت عمرؓ نے 16ھ میں بیت المقدس کا سفر اختیار کیا اور یوں اس تاریخی فتح کی تکمیل ہوئی۔

عشق الہی میں عبادات: حضرت عمرؓ کو عظیم الشان اخلاق فاضلہ نصیب ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ کے خوف اور تقویٰ کے نتیجے ہی میں اعلیٰ اخلاق اور عادات انسان کو نصیب ہوتی ہیں۔ حضرت عمرؓ کی ایک بیوی آپؓ کی رات کی عبادت کا حال یوں بیان کیا کرتی تھیں: ”عشاء کی نماز کے بعد آپؓ سوچاتے اور پانی کا ایک برتن سر ہانے رکھ لیتے۔ رات جب آنکھ کھلتی پانی میں ہاتھ ڈال کر منہ پر پھیر لیتے اور بیدار ہو کر اللہ کی عبادت کرتے اور رات کو کئی مرتبہ اٹھ کر ایسا کرتے، یہاں تک کہ نماز فخر کا وقت ہو جاتا“۔ (مجمع الزوائد جلد 9 ص 73)۔ حضرت عمرؓ کو مجاہدات و ریاست اور دعاوں سے خاص شغف تھا۔ فتح مکہ سے واپسی پر انہوں نے رسول کریم ﷺ سے اجازت چاہی کہ خانہ کعبہ میں ایک رات اعتکاف کی منت پوری کرنا چاہتا ہوں۔ حضور ﷺ نے بخوبی اجازت عطا فرمائی۔ اسی طرح ایک دفعہ مدینہ سے عمرہ پر ﷺ کی اجازت چاہی تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا: ”اے بھیا! ہمیں بھی اپنی دعاوں میں بھول نہ جانا“۔ (ابوداؤ کتاب الوتر باب الدعاء)۔ جستہ الوداع میں رسول اللہ ﷺ کی دعا یعنیہ کیفیات اپنानے کی خاطر آپؓ حضور نبی کریم ﷺ کے ساتھ ساتھ رہنے کی مسلسل کوشش کرتے رہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمرؓ حجۃ الوداع کا یہ خوبصورت منظر بیان کرتے ہیں کہ ”رسول کریم ﷺ نے حجر اسود کی طرف منہ کیا۔ پھر اپنے ہونٹ اس پر کھدیجے اور دیر تک روئے رہے“۔ اچانک توجہ فرمائی تو حضرت عمرؓ بن الخطاب کو (پہلو میں کھڑے) روئے دیکھا اور فرمایا: ”اے عمرؓ! یہ وہ جگہ ہے جہاں (اللہ کی محبت اور خوف سے) آنسو بھائے جاتے ہیں“۔ (ابن ماجہ کتاب المناک بباب استلام الحجر)۔ میدان عرفات کی آخری شام رسول کریم ﷺ کو خاص دعاوں کی توفیق ملی۔ اس موقع کی ایک بڑی درانگیز دعا احادیث میں مروی ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ حضرت عمرؓ کو بھی حضور ﷺ کی معیت میں یہ سعادت عطا ہوئی ہو گی۔ چنانچہ رسول کریم ﷺ ایک دن حضرت عمرؓ کو دیکھ کر مسکرائے اور پوچھا: ”اے عمرؓ! جانتے ہو میں تمہیں دیکھ کر کیوں مسکرا یا ہوں؟“۔ حضرت عمرؓ نے عرض کیا: ”اللہ اور اس کا رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں؟“۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”اللہ تعالیٰ نے عرفہ کی شام اپنے عبادت گزار بندوں پر نظر کر کے فرشتوں کے سامنے فخر یہ رنگ میں ان کا ذکر کیا اور اے عمرؓ! تمہارا ذکر بطور خاص ہوا“۔ (مجمع الزوائد جلد 9 ص 70)

خشیت الہی اور عشق الہی: حضرت عمرؓ انتہائی خدا تر انسان تھے۔ ایک دفعہ کسی با غم میں گئے اور تہائی میں اپنے آپ سے مخاطب

پس میرے بعد ابو بکرؓ و عمرؓ کی پیروی کرنا،” (ترمذی کتاب المناقب باب اقتداء بالذین من بعدی ابی بکر ﷺ و عمر ﷺ)

اسی طرح فرمایا: ”یہ دونوں (ابو بکرؓ و عمرؓ) اہل جنت کے بوڑھوں کے سردار ہیں، پہلوں اور پچھلوں میں سے سوائے نبیوں اور رسولوں کے،“ (ترمذی کتاب المناقب باب ابو بکرؓ و عمرؓ سید کھول الجنۃ)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”حق یہ ہے صدقیق اکبرؓ اور عمر فاروقؓ بزرگ صحابہ میں سے تھے اور انہوں نے اپنے حقوق ادا کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی۔ انہوں نے تقویٰ کو اپناراستہ اور عدل کو اپنا طریق بنایا اور میں نے شیخین، یعنی حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ سے زیادہ کثرت فیض اور دین اسلام کی تائید کرنے والا کوئی نہیں دیکھا۔ یہ دونوں چاند سے بھی زیادہ تیزی کے ساتھ اپنی امت اور قوم کے سورج، رسول اللہ ﷺ کی محبت میں فتاہ تھے اور ان کا نیک انجام آنحضرت ﷺ کے قرب کی صورت میں ہوا۔ یعنی حضور ﷺ کے پاس دفن ہوئے اور اعلیٰ درجہ کی دینی خدمات اور مسلمانوں پر احسانات کی سعادت انہوں نے پائی اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور اس پر مشقی لوگ غافل نہیں رہتے۔ یہ فضل اس کے ہاتھ میں ہے، وہ جس کو چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔ (سرالغافر ترجمہ از عربی ص 345، 346۔)

مائیکل اتنج ہارت ”دنیا کی عظیم شخصیات“ میں 52 نمبر پر حضرت عمرؓ کا ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

”عمرؓ کی کامیابیاں مؤثر ثابت ہو گیں۔ (حضرت) محمد ﷺ کے بعد فروع اسلام میں عمرؓ کا نام نہایت اہم ہے۔ ان سریع الرفارف فتوحات کے بغیر شاید آج اسلام کا پھیلاوہ اس تدریج ممکن نہ تھا۔ مزید برا آں اس کے دور میں مفتون ہونے والے علاقوں میں سے پیشتر عرب تمدن ہی کا حصہ بن گئے۔ ظاہر ہے کہ ان تمام کامیابیوں کا اصل محرك تو (حضرت) محمد ﷺ ہی تھے لیکن اس میں عمرؓ کے حصہ سے صرف نظر کرنا بھی ایک بڑی غلطی ہو گی۔ اس کی فتوحات (حضرت) محمد ﷺ کی تحریک ہی کا نتیجہ تھیں۔ اس سے بلاشبہ پھیلاوہ عمل میں آتا لیکن ایسی عظیم وسعت عمرؓ کی شاندار قیادت کے بغیر ممکن نہیں تھی۔

اس امر میں کچھ لوگوں کو ضرور تعجب ہو گا کہ مغرب میں عمرؓ بن الخطاب کی شخصیت اس طور پر معروف نہیں ہے۔ تاہم یہاں اس فہرست میں چارلی میگنی اور جولیس سیرز جیسی مشہور شخصیات سے بلند درجہ تفویض کیا گیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ تمام فتوحات جو عمرؓ کے دور خلافت میں واقع ہوئیں، اپنے جنم اور پائیداری میں ان فتوحات کی نسبت کہیں اہم تھیں جو سیرز یا چارلی میگنی کی زیر قیادت ہوئیں۔ (حوالہ سیرت صحابہ رسول ﷺ مؤلف کرم حافظ مظفر احمد صاحب)

کے پوچھنے پر عرض کیا: ”یا رسول اللہ ﷺ! میں نے اپنا نصف مال آپ ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا ہے۔“ تھوڑی دیر میں حضرت ابو بکرؓ بھی تشریف لائے تو حضور ﷺ کے پوچھنے پر انہوں نے بتایا: ”جو کچھ گھر میں تھا لا کر حضور ﷺ کے قدموں میں ڈھیر کر دیا ہے اور گھر میں صرف اللہ الدا اور اس کے رسول کا نام چھوڑ آیا ہوں،“ حضرت عمرؓ کہتے ہیں کہ: ”میں نے اس روز سوچ لیا کہ یہ بوڑھا بھی بھی مجھے آگئے نہیں بڑھنے دے گا۔“ (ترمذی کتاب المناقب باب ابو بکر ممن یدعی من جمیع ابوبالجنۃ)

اطاعت اور عشق رسول: آنحضرت ﷺ سے آپؓ کو

سچی محبت تھی اور اسوہ رسول ﷺ کو ہمیشہ مشعل راہ بناتے تھے اور طبعاً ظاہری شان و شوکت کا برجی اظہار کرنے کے حق میں تھے۔ ایک موقع پر جب ایک ماہ کے لئے حضور ﷺ نے اپنی ازاوج سے علیحدگی اختیار فرمائی۔ حضرت عمرؓ نے آپؓ ﷺ کو بالاخانہ میں ایک چٹائی پر لیٹے ہوئے اس حال میں دیکھا کہ بدن پر چٹائی کے شان تھے۔ انہوں نے پے قرار ہو کر آپؓ ﷺ سے عرض کیا کہ: ”یا رسول اللہ ﷺ! قیصر و سریل تو نیکی شان میں اور آرام میں ہیں اور خدا کا رسول، جن کے لئے یہ دنیا بنائی گئی ہے، اس حال میں ہیں کہ چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں جس سے بدن پر بدھیاں پڑھ گئی ہیں؟“ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ”اے عمرؓ! یہ دنیا ان لوگوں کو مبارک ہو جو اس کی فکر کرتے ہیں۔“ (بخاری کتاب التغیر سورة التغیر باب تسبیح مراتبات ازواج۔ الخ)

مناقب عالیہ:

آپؓ کے حالات کے بہت سارے پہلو بیان کرنے کے لائق ہیں لیکن وقت اس کی اجازت نہیں دیتا۔ آخر میں آنحضرت ﷺ کے عاشق صادق، حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ایک مشہور مغربی مستشرق کے حضرت عمرؓ کےمناقب عالیہ کے بارہ میں سے کچھ عرض کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں:

حضور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں: ”جس نے عمرؓ کو ناراض کیا اس نے مجھے ناراض کیا اور جس نے عمرؓ سے محبت کی اس نے مجھ سے محبت کی اور عمر میری امت کا محدث ہے۔“ پوچھا گیا کیسا محدث؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”جس کی زبان پر فرشتے کلام کرتے ہیں۔“ (مجموعہ الزوائد جلد 3 ص 69، 70۔ استیعاب جلد 3 ص 240، 243)

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر نی کے نائب اور روزیر ہیں اور میرے وزیر اہل زمین میں سے ابو بکرؓ و عمرؓ ہیں۔“ (ترمذی کتاب المناقب باب اما وزیر ای)

رسول کریم ﷺ نے اپنے بعد ان دونوں بزرگ ہستیوں کی پیروی کی ہدایت فرمائی کہ ان کی جائشی کی طرف بھی اشارہ فرمادیا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا: ”مجھے نہیں معلوم کہ میں کتنا عرصہ میں باقی رہوں گا،

حضرت عثمان غنیٰ (خلیفۃ الراشد۔ ثالث)

آئے۔ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”حضرت عثمان حضرت لوٹ کے بعد پہلے مہاجر ہیں، جنہوں نے اپنی بیوی کے ساتھ خدا کی راہ میں ہجرت کی ہے۔“ (بیان از وائد جلد 9 ص 80)۔ غزوہ بدر کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد پر آپ اپنی اہلیہ کی تیارداری کی وجہ سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اجازت سے شامل نہ ہو سکے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر سے واپسی پر فرمایا کہ: ”اے عثمان! آپ کو شرکت کا اجر بھی ملے گا اور مال غنیمت سے حصہ بھی۔“ (بخاری کتاب المناقب، باب مناقب عثمان)۔ حضرت رقیہؓ کی وفات پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت ام کلثومؓ کا نکاح آپ سے کر دیا۔ ام کلثومؓ کی بھی وفات پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”اگر میری کوئی تیسری بیٹی بھی ہوتی تو میں وہ بھی عثمانؓ سے بیاہ دیتا۔“ غزوہ ذات الرقائع اور غزوہ نجد کے موقع پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کو مدینہ میں اپنا جائشین مقرر فرمایا تھا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: ”میں نے اپنے دامادوں کے لئے اور جن کا میں داماد ہوں، ان کے لئے دعا کی ہے کہ ان میں سے کسی کو آگ میں داخل نہ کرے۔“ (ابن سعد جلد 3 ص 56، استیعاب جلد 3 ص 156)

ہجرت مدینہ: جب اللہ تعالیٰ نے مدینہ ہجرت کے سامان پیدا فرمادیئے تو حضرت عثمانؓ نے بھی مع اہل و عیال ہجرت فرمائی۔ مدینہ میں آپ حضرت حسان بن ثابت کے بھائی حضرت اوس بن ثابت کے گھر ٹھہرے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ تشریف لا کر موانعات کا سلسہ جاری فرمایا تو حضرت اوس بن ثابت کے ساتھ ہی حضرت عثمانؓ کی مواخات قائم فرمائی۔ (ابن سعد جلد 3 ص 55، 56)۔

کاتب وحی کا عظیم الشان مرتبہ: حضرت عثمانؓ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کاتب وحی ہونے کا اعزاز بھی حاصل تھا۔ ایک دفعہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک گھر میں مہاجرین کی مجلس تھی، جس میں ابو بکرؓ، عمرؓ، عثمانؓ، علیؓ، طلحہؓ، زبیرؓ، عبد الرحمن بن عوف اور سعد بن ابی وقار موجود تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”هر شخص اپنے اپنے ساتھی کے ساتھ کھڑا ہو۔“ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت عثمانؓ کے ساتھ کھڑے ہو گئے اور فرمایا: ”آپ دنیا و آخرت میں میرے دوست ہو۔“ (بیان از وائد جلد 9 ص 86، 87)۔

حدیبیہ میں شرکت اور کفار سے سفارت: حضرت عثمانؓ غزوہ بدر کے بعد تمام غزوتوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ شامل ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بصیرت نے جب یہ بھاپ لیا کہ قریش کی نیت لڑائی کی ہے اور وہ اس سال مسلمانوں کو عمرہ نہیں کرنے دیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کو ان کی خاندانی وجاہت و مرتبت کے باعث قریش کی طرف سفر بنا کر مکہ بھجوایا۔ حضرت عثمانؓ کو وہاں رابطہ کرنے اور گفت و شنیدیں جب دیر ہو گئی اور یہ افواہ پھیل گئی کہ ان کو شہید کر دیا گیا ہے تو

نسب و خاندان: نام عثمانؓ، والد کا نام عفان بن ابی العاص بن امیہ اور والدہ کا نام اروی بنت کرویز بن ربیعہ تھا۔ آپ کا نسب پانجویں پشت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد عبد مناف سے مل جاتا ہے۔ کیونت حضرت رقیہؓ کے بیٹے عبد اللہ کی نسبت سے ابو عبد اللہ تھی۔ (اسد الغابہ جلد 3 ص 376)۔ آپ کا خاندان جاہلیت میں غیر معمولی اقتدار کھتا تھا۔ آپ کے جد اعلیٰ امیہ بن عبد شس قریش کے رؤساء میں سے تھے۔ آپ نے بھی عرب کے دستور کے مطابق تجارت سے اپنے ذریعہ معاش کا آغاز کیا اور اپنی صداقت و دیانت کے باعث جلداً یک کامیاب تاجر ثابت ہوئے۔

قبول اسلام و مظالم پر صبر: حضرت عثمانؓ کی عمر 34 سال

تحتی جب انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت اسلام کے بارے میں سن۔ آپ پہلے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور کی خبر بذریعہ روایاء پاچھے تھے۔ چنانچہ آپ حضرت طلحہ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن سننا کر اسلامی تعلیم پیش کی تو آپ نے اسے قبول کر لیا۔ حضرت عثمانؓ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دارالقرآن میں جانے سے بھی قبل، بہت ابتدائی زمانے میں، اسلام قبول کر لیا تھا۔ (ابن سعد جلد 3 ص 55)۔ ایک اور روایت میں آپ نے حضرت ابو بکرؓ کی تبلیغ سے بیعت کی۔ ایک موقع پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا تھا: ”عثمان خدا کی جنت قبول کرو۔“ میں تیری اور تمام مغلوق کی ہدایت کے لئے مبووث ہوا ہوں۔“ حضرت عثمانؓ کہتے ہیں کہ میں نے اسی وقت کلمہ شہادت پڑھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں ہاتھ دے کر بیعت کر لی۔ (کنز الاعمال جلد 13 ص 176، الاستیعات علی حاشیہ الاصابہ جلد 4 ص 225)

شادی اور ہجرت جدشہ: قبول اسلام کے بعد سب سے بڑی سعادت جو حضرت عثمانؓ کے حصہ میں آئی وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی، حضرت رقیہؓ سے آپؓ کی شادی ہے۔ اس مبارک شادی کے بعد اپنے اصحاب کی تکالیف کو دیکھ کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ: ”ملک جدشہ میں ایک عادل بادشاہ ہے۔ کہ کے حالات کے بہتر ہونے تک آپ لوگ وہاں ہجرت کرجاؤ۔“ خدا تعالیٰ کی خاطر وطن چھوڑنے کی قربانی کرنے والے اولین مجاہدین میں حضرت عثمانؓ بھی تھے، جن کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیگم (حضرت رقیہؓ) کے ساتھ ہجرت کی اجازت عطا فرمائی۔ (ابن حشام جلد 1 ص 343)۔ چند سال وہاں قیام کے بعد قریش کے اسلام لانے کی خبر سن کر بعض دیگر مہاجرین کے ساتھ حضرت عثمانؓ بھی مکہ واپس تشریف لے

خدا اس قدر تھا کہ قبرستان کو دیکھ کر بے چین ہو جاتے اور فرمایا کرتے کہ: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے میں نے سنا ہے کہ قبر آخرت کی منازل میں سب سے پہلی منزل ہے۔ اگر یہ معاملہ آسانی سے ط ہو گیا تو پھر باقی منزلیں بھی آسان ہیں اور اگر یہاں دشواری پیش آئی تو دیگر مرحلے بھی مشکل ہوں گے۔“

سخاوت و فیاضی اور انفاق فی سبیل اللہ: حضرت عثمانؓ

کوچھ مالی فراغی کی وجہ سے نہیں بلکہ ان مالی قربانیوں کی وجہ سے ”غُنیٰ“ کا خطاب ملا۔ آپؓ دل کے غنی ہونے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کی راہ میں مال پانی کی طرح بہاتے تھے جسے دیکھ کر آج بھی انسان توحیرت ہو جاتا ہے۔ حضرت عثمانؓ نے یہ عہد کیا ہوا تھا کہ ”ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کیا کروں گا“۔ آپؓ زندگی کے آخری سانس تک اس عہد کو نبھاتے رہے اور ہر جمعہ کو ایک غلام آزاد کرتے چلے گئے۔ (مجمع از وائد جلد 9 ص 86)۔ یہ کوئی معمولی قربانی نہیں بلکہ ایک غلام کی قیمت ہزاروں درہم ہوا کرتی تھی۔ خدا تعالیٰ کی راہ میں ہر جمعہ کو یہ مالی قربانی از خود اپنے ذمے لے لینا بہت بڑی بات ہے اور حضرت عثمانؓ کی ہفتہ وار مالی قربانی کی معمولی منفرد مثال ہے جو آپؓ نے قائم کر کے دکھائی۔ اپنے گھر کے محاصروں کے دن آپؓ نے بیس غلام آزاد کروائے۔ (اسد الغائب جلد 3 ص 383)۔ آپؓ کی بھرت مدینہ کے معا بعد مسلمانوں کو جس بڑے مسئلے کا سامنا کرنا پڑا وہ پینے کے پانی کی دقت تھی۔ مدینے میں ایک ہی کنوں ”بَنْرُ رُومَة“ تھا جو ایک یہودی کی ملکت تھا اور وہ اس کا پانی فروخت کیا کرتا تھا۔ حضرت عثمانؓ نے یہ کنوں خرید کر راہ خدا میں وقف کر دیا اور مسلمانوں کی اس مشکل کو ہمیشہ کے لئے آسان کر دیا۔ (بخاری کتاب الوصایا، باب اذا وقف ارضًا)۔ آپؓ نے ہر موقع پر عظیم مالی قربانیوں کے ساتھ مسلمانوں کی مدد کی۔ اسی طرح 9ھ میں غزوہ توبک کے موقع پر قربانی کی تحریک پر آپؓ ہی ایک تہائی فوج کا سارا خرچ دینے کا اعلان کیا۔ اس معمر کے میں قیصر روم کو ان کے جملہ کی صورت ان کی سرحدوں پر رونکنے کے لئے پیش آیا۔ اخضارت صلی اللہ علیہ وسلم اس بروقت اور مالی قربانی سے اتنے خوش ہوئے کہ فرمایا: ”آن کے بعد عثمان کا کوئی عمل اسے نقصان نہیں پہنچائے گا۔“ نیز فرمایا: ”جو شخص لشکر کی تیاری میں مدد کرے گا اور سامان چہاد مہیا کرے گا میں اسے جنت کی بشارت دیتا ہوں“۔ (سورۃ قح: 20)

مسجد نبوی کی تعمیر و توسعی:

یہ بھی آپؓ کی مالی قربانیوں کے ضمن میں آتی ہے۔ عہد نبویؓ میں بھی توسعی مسجد کی ضرورت کے پیش نظر حضرت عثمانؓ نے قربی قطعہ زمین خرید کر مسجد کی توسعی کروائی تھی۔ اپنے دور خلافت میں 24ھ میں آپؓ نے مسجد کی توسعی کا ارادہ کیا لیکن مسجد کے قرب میں رہنے والوں نے اس وقت جگہ نہ تھی۔ پانچ سال بعد آپؓ نے پھر صحابہ سے مشورہ کے بعد ایک خطبہ جمعہ میں مسجد نبوی کی توسعی کے بارہ میں موثر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدیبیہ کے مقام پر اپنے 1400 اصحاب سے موت پر بیعت لی کہ ”ہم جان دے دیں گے مگر عثمانؓ کے خون کا بدلہ لئے بغیر نہیں ملیں گے۔“ رسول خدا نے اس موقع پر حضرت عثمانؓ کو عظیم الشان شرف عطا کیا جب انہیں اس تاریخی بیعت میں شامل کرتے ہوئے آپؓ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا دیاں ہاتھ با ہائی ہاتھ پر رکھتے ہوئے فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔ آپؓ صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام اصحاب کی بیعت لی۔ (بخاری کتاب المناقب، باب مناقب عثمانؓ)

انتخاب خلافت: 24ھ میں حضرت عمرؓ کی وفات کے بعد انتخاب خلافت کے لئے شوریٰ کمیٹی کے سربراہ حضرت عبد الرحمن بن عوف کے فیصلہ کے مطابق حضرت عثمانؓ خلیفہ منتخب ہوئے۔ سب سے پہلے حضرت عبد الرحمن بن عوف نے بیعت کی، پھر حضرت علیؓ اور تمام صحابہؓ نے جو ق در جو ق بیعت کی۔ آپؓ نے اپنی مختصر تقریر میں فرمایا: ”اے لوگو! پہلے پہل جو کام کیا جائے، وہ مشکل ہوتا ہے۔ آج کے بعد اور دن بھی آنے میں اگر میں زندہ رہا تو حسب حال و ضرورت تقریر کیا کروں گا، بے شک مجھے تقریر کا ملکہ نہیں مگر اللہ ہمیں سکھائے گا۔“ (ابن سعد جلد 3 ص 61)

فتوات: حضرت عثمانؓ کے عہد میں بھی اسلامی فتوحات کا سلسلہ جاری رہا اور طرابلس، جزایر، مراکش، قبرص اور آرمینیا فتح ہوئے اور سپین کی فتح کی داغ تیل پڑی۔ آپؓ کی خلافت کے پہلے چھ سال بہت امن و امان سے گزرے۔

عبادات و اخلاق فاضلہ: حضرت عثمانؓ کو عبادات و ریاضت میں بہت شغف تھا۔ شہادت کے موقع پر آپؓ کی حرم حضرت نائلہؓ نے ظالم قاتلوں سے فرمایا: ”تم نے ایک ایسے شخص کو شہید کیا جو بہت روزے رکھنے والا اور بہت عبادت گزار تھا، وہ نماز کی رکعت میں ساری رات کو تلاوت قرآن سے زندہ رکھتے تھے۔“ (ابن سعد جلد 3 ص 76)۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا بہت خیال رکھتے تھے۔ کئی دفعہ صحابہؓ کے سامنے مکمل وضو کر کے دکھایا اور فرمایا کہ ”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح وضو کرتے تھے“۔ ایک دفعہ ایک جنازہ گزار، آپؓ احتراماً کھڑے ہو گئے اور فرمایا کہ: ”رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے۔“ آپؓ قرآن شریف کے عاشق تھے، کاتب و حجی کی خدمت بھی بجالانے کی توفیق ملی، خود حافظ قرآن تھے، آیات قرآنی سے استنباط و استدلال میں خاص ملکہ رکھتے تھے۔ علم الفرائض، یعنی میراث میں بھی آپؓ کو گہری دسترس تھی۔ آپؓ طبعاً کم گو تھے مگر جب بات کرتے تو مکمل بات کرتے۔ (ابن سعد جلد 3 ص 57)۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عثمانؓ کے بارہ میں فرمایا: ”عثمانؓ میرے صحابہؓ میں سے سب سے زیادہ میرے اخلاق کے مشاہد ہیں۔“ (مجمع از وائد جلد 9 ص 81)۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ فرمایا کہ: ”عثمان سے توفرشتے بھی حیا کرتے ہیں،“ (مجمع از وائد جلد 9 ص 82)۔ خوف

- 7۔ بخاری کتاب مناقب الانصار، باب بھرت النبی سیرت الحلبیہ، جلد 2، استیعاب، جلد 3 (بحوالہ سیرت صحابہ رسول۔ مصنف حافظ مظفر احمد صاحب)
- 8۔ مجمع ازوائد جلد 9 (بحوالہ سیرت صحابہ رسول۔ مصنف حافظ مظفر احمد صاحب)
- 9۔ بخاری کتاب التفسیر (بحوالہ سیرت صحابہ رسول۔ مصنف حافظ مظفر احمد صاحب)
- 10۔ کنز العمال (بحوالہ سیرت صحابہ رسول۔ مصنف حافظ مظفر احمد صاحب)
- 11۔ بخاری کتاب المغازی (بحوالہ سیرت صحابہ رسول۔ مصنف حافظ مظفر احمد صاحب)
- 12۔ بیہقی جلد 4 (بحوالہ سیرت صحابہ رسول۔ مصنف حافظ مظفر احمد صاحب)
- 13۔ ابن سعد جلد 3 (بحوالہ سیرت صحابہ رسول۔ مصنف حافظ مظفر احمد صاحب)
- 14۔ مذکور حاکم جلد 3، استیعاب جلد 3 (بحوالہ سیرت صحابہ رسول۔ مصنف حافظ مظفر احمد صاحب)
- 15۔ بخاری کتاب المغازی (بحوالہ سیرت صحابہ رسول۔ مصنف حافظ مظفر احمد صاحب)
- 16۔ بخاری کتاب المددو، ابن سعد جلد 3 بیہقی جلد 8 (بحوالہ سیرت صحابہ رسول۔ مصنف حافظ مظفر احمد صاحب)
- 17۔ تاریخ ابن تاشیث جلد 1 (بحوالہ سیرت صحابہ رسول۔ مصنف حافظ مظفر احمد صاحب)
- 18۔ بخاری کتاب الزکوۃ، طبری مترجم اردو جلد 2 (بحوالہ سیرت صحابہ رسول۔ مصنف حافظ مظفر احمد صاحب)
- 19۔ سراج الخالق روحانی خواں، جلد 8 (بحوالہ سیرت صحابہ رسول۔ مصنف حافظ مظفر احمد صاحب)
- 20۔ ابن سعد جلد 3 (بحوالہ سیرت صحابہ رسول۔ مصنف حافظ مظفر احمد صاحب)
- 21۔ ترمذی کتاب المناقب باب مناقب عمر (بحوالہ سیرت صحابہ رسول۔ مصنف حافظ مظفر احمد صاحب)
- 22۔ مجمع ازوائد جلد 9 (بحوالہ سیرت صحابہ رسول۔ مصنف حافظ مظفر احمد صاحب)
- 23۔ ابو داود، کتاب الورتب باب الدعااء (بحوالہ سیرت صحابہ رسول۔ مصنف حافظ مظفر احمد صاحب)
- 24۔ ابن ماجہ کتاب المنسک (بحوالہ سیرت صحابہ رسول۔ مصنف حافظ مظفر احمد صاحب)
- 25۔ اسد الغایب جلد 3 (بحوالہ سیرت صحابہ رسول۔ مصنف حافظ مظفر احمد صاحب)
- 26۔ بخاری، کتاب المناقب، باب مناقب عثمان (بحوالہ سیرت صحابہ رسول۔ مصنف حافظ مظفر احمد صاحب)
- 27۔ بخاری کتاب الوصایا (بحوالہ سیرت صحابہ رسول۔ مصنف حافظ مظفر احمد صاحب)

کُلُّوْا مِنْ كَلِيّبَتِ مَارِزَقْنَكُمْ

(سورۃ البقرۃ: ٥٨)

ترجمہ: جو رزق ہم نے تمہیں دیا ہے
اس میں سے پا کیزہ چیزیں کھاؤ

تقریر کی جس کے نتیجہ میں لوگوں نے خوشی سے اپنے مکانات پیش کر دیئے۔ آپ نے اپنی نگرانی میں دس ماہ کے قلیل عرصہ میں ایٹنٹ، چونا اور پتھر کی خوبصورت اور مضبوط تعمیر کر کے مسجد کی لمبائی میں پچاس گز کا اضافہ کیا۔ (خلافہ 124، سیرۃ الصحابة حصادول، ص 228)

حافظت قرآن کا عظیم کارنامہ: آپ کا ایک اور کارنامہ قرآن کریم کی حفاظت کی خاطر ایک قرأت قریش پر جمع و تدوین کر کے تمام اسلامی ممالک میں اس کی اشاعت عام کرنا ہے۔ اس کے نتیجہ میں قرآن شریف ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو گیا۔ آپ کا یہ کارنامہ رہتی دنیا تک یاد رکھا جائے گا۔

آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک حوالہ پیش خدمت ہے: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

”ابو بکرؓ، عمرؓ و عثمانؓ اصل صلاح و ایمان تھے اور ان لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا اور جو رحمان خدا کی عنایت سے خاص کئے گئے اور ان کی اعلیٰ صفات پر کئی صاحب عرفان لوگوں نے گواہی دی ہے۔ انہوں نے خدا کی رضا کی خاطر اپنے دُنیا ترک کئے اور جنگ کے میدانوں میں کوڈ پڑے اور خدا کی قسم! اللہ تعالیٰ نے شیخین اور تیسری اس ہستی کو جو ذوالنورین ہے اسلام کے دروازوں کی طرح بنایا ہے اور یہ خدا نے خیر کی فوج کے ہر اول دستے ہیں اور اس امر میں کوئی شک نہیں کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں وہ ایک بلند مقام پر ہیں اور وہ امۃ و سلطان کے مصدق ہیں اور وایدہم، بروح منه کہہ کر قرآن کریم میں رب العزت نے خود ان کی تعریف کی ہے کہ خدا تعالیٰ کی تائید ان کو حاصل ہے اور ان کے انوار صدق اور آثار طہارت روشن تر ہو کر ظاہر ہو گئے ہیں اور وہ ان راستہ بازوں میں سے تھے جن سے اللہ راضی ہو گیا اور وہ خدا سے راضی ہو گئے اور انہیں وہ کچھ عطا کیا گیا جو عالمیں میں سے اور کسی کو بخشنا نہیں گیا۔“ (سرالخلاد ص 13، 14، 326، 327 ص 8 جلد 8 خواں)

اللہ تعالیٰ ہمیں صحابہ رسول کے نقش قدم پر چل کر عشق الہی اپنانے کی توفیق دے۔ آمین

کتابیات

- 1۔ قرآن کریم (تقریر صغیر)
- 2۔ حقیقتہ الوجی، روحانی خواں، جلد 22
- 3۔ ملفوظات، جلد 3
- 4۔ اصحاب، ج 4 (بحوالہ سیرت صحابہ رسول۔ مصنف حافظ مظفر احمد صاحب)
- 5۔ روض الانف جلد 1 (بحوالہ سیرت صحابہ رسول۔ مصنف حافظ مظفر احمد صاحب)
- 6۔ بخاری کتاب المناقب باب مناقب ابی بکرؓ ((بحوالہ سیرت صحابہ رسول۔ مصنف حافظ مظفر احمد صاحب))

شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فیضانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

(مظفر احمد طاہر)

سردار ہمارے پیارے آقا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو
قرآن کریم میں ہمارے اسوہ حسنة قرار دیا ہے جیسا کہ فرمایا:-

لَقَدْ كَانَ لِكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أَسْوَأَ حَسَنَةً ۖ
(یعنی) تمہارے لئے اللہ کے رسول میں ایک اعلیٰ نمونہ

قرآن کریم میں کئی مقامات پر اللہ تعالیٰ نے آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات کو صفاتِ الہیہ کا حقیقی اور کامل مظہر بیان
فرمایا ہے۔ آپ کی بعثت کو خدا کی بعثت، آپ کے ہاتھ کو خدا کا ہاتھ،
آپ کی اطاعت کو خدا کی اطاعت نیز آپ کی پیروی کو محبتِ الہیہ کا
موجب قرار دیا ہے۔ صرف حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ ارفع
مقام اس لئے عطا ہوا کہ آپ کی ذات بابرکاتِ اللہ تعالیٰ کی
صفات کا حقیقی عکس اپنے قلبِ صافی پر پیدا کیا پھر نوعِ انسان کی
ہمدردی اور شفقت کی خاطر آپ کا دل بے تاب ہوا اور آپ کے وجود
با جو دسے خلقِ عظیم اور اخلاقِ عالیہ کا ظہور ہوا۔ اللہ تعالیٰ آپ صلی اللہ علیہ وسلم
کی شان ہیں۔

آج جس وجود کے بارہ میں کچھ عرض کیا جا رہا ہے اُس
وجود کا تذکرہ اور اسکے بارہ کچھ بیان کرنا بھی برکت سے خالی
نہیں۔ وہ وجود مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جس کے بارہ عرش
کارب فرماتا ہے کہ اگر میں نے تجھے نہ پیدا کرنا ہوتا تو میں
یہ سارا جہاں، سارے افلاک ہی نہ پیدا کرتا۔

اللہ تعالیٰ نے سب سابقہ نبیوں کے مقابلہ میں آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضانِ کونہایت درجہ و سمعت دی، اتنی وسعت
کہ اس کا اندازہ بھی نہیں ہو سکتا۔ کروڑھا انسان اس سے قیامت

وجود مبارک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبین

اللہ نور السموات والارض
 مَثُلُ نُورٍ هُوَ كَيْشْكُوٰةٌ فِيهَا مِضَبَاحٌ الْمِضَبَاحُ فِي
 زُجَاجَةٌ الْزُجَاجَةُ كَانَهَا كَوْكَبٌ دُرْيٌ يُوْقَدُ مِنْ شَجَرَةٍ
 مُبَرَّكَةٌ زَيْتُونَةٌ لَا شَرْقِيَّةٌ وَلَا غَرْبِيَّةٌ يَكَادُ زَيْتُهَا يُضَقِّعُ وَ
 لَوْلَمْ تَسْسَنَهُ نَازٌ نُورٌ عَلَى نُورٍ يَهْدِي اللَّهُ لِنُورِهِ مَنْ
 يَشَاءُ وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ
 وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٣٦﴾

(النور: 36)

اللہ آسمانوں کا نور ہے۔ اُس کے نور کی مثال ایک
طاق کی ہی ہے، جس میں ایک چراغ ہو۔ وہ چراغِ شیشے کے
شمع دان میں ہو۔ وہ شیشہ ایسا ہو گو یا ایک چمکتا ہوا روشن
ستارہ ہے۔ وہ (چراغ) زیتون کے ایسے مبارک درخت
سے روشن کیا گیا ہو جونہ شرقی ہونہ غربی۔ اس درخت کا تیل
ایسا ہے کہ از خود بھڑک کر روشن ہو جائے۔ خواہ اُسے آگ
کا شعلہ نہ بھی چھوڑو یہ نور علی نور ہے۔ اللہ اپنے نور کی طرف
جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے۔ اور اللہ لوگوں کے لئے
مثا لیں بیان کرتا ہے اور اللہ ہر چیز کا دائی علم رکھنے والا ہے۔
وَلِلَّهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى ہر اچھی صفتِ اللہ تعالیٰ کی
ہے۔ ان صفات کا مظہر بننے کیلئے انسان اپنی نوع میں نمونہ کا محتاج
ہے۔ چنانچہ اس غرض کے لئے اللہ تعالیٰ نے خبر دو عالم، نبیوں کے

قدرو منزلت کو نہیں پہچانیں گے اور تجھ سے فائدہ نہیں اٹھائیں گے۔
 یہاں مختصر مضمون میں یہ بیان کرنے کی
 کوشش کی جائے گی کہ اُس وجود کے لئے کیا کیا تیاریاں کی
 گئیں۔ اور پھر اس وجود کا نور کس طرح پھیلا اور پھر لوگوں
 نے حسب توفیق اپنی قندیلیں کس طرح روشن کیں۔ اور کس
 طرح آپ کے وجود کی برکت ہی سے چودھویں صدی کے
 سر پر ایک بدر منیر ظاہر ہوا۔
 یہ وہ عظیم الشان وجود ہے جس کے ساتھ برکات اور
 فضائل کے ایسے سمندر موجزن ہیں کہ جہاں جہاں یہ نام
 پہنچتا ہے جہاں جہاں اس کا اُسوہ پہنچتا ہے وہاں قندیلیں
 روشن ہونے لگتی ہیں۔

آیاتِ قرآنیہ کی روشنی میں شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم فیضانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ہمارے سیدنا و مطاع حضرت سید الانبیاء خخر المسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بلند مقام اور آپ کی عظمت شان کا جو ذکر اللہ تعالیٰ کی کامل کتاب قرآن مجید میں ہوا ہے اس سے بہتر آپ کا مرتبہ و مقام کوئی انسان بیان نہیں کر سکتا اہل ایمان کے لئے آیاتِ ذیل خاص طور پر قابل توجہ ہیں۔ ان سے مجموعی طور پر آپ کی شانِ عظیم کا پتہ لگتا ہے اور آپ کے فیضان کے دامنی طور جاری رہنے کا اعلان ہوتا ہے۔

۱- آپ صاحبِ خلقِ عظیم ہیں،
اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:-

”وَإِنَّكَ لَأَجْرًا غَيْرَ مَمْنُونٍ۔ وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ
عَظِيمٍ“ (اقلم آیت ۴-۵)

اے رسول! تیرے لئے ختم ہونے والا اجر و ثواب ہے اور تو یقیناً خلقِ عظیم پر قائم ہے یعنی تیرے اخلاق سب سے اعلیٰ

تک فیضیاب ہوتے رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سراجِ منیر بنایا جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔

**يَا إِنَّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَزَّ سَلْنَكَ شَاهِدًا وَ مُبَشِّرًا
وَ نَذِيرًا وَ دَاعِيًا إِلَى اللَّهِ يَا ذَنْبَهُ وَ سَرَاجًا حَامِيًّا**
(احزاب آیت ۳۶-۳۷)

یعنی اے نبی! ہم نے تجھے گواہ اور نگران بنانے کر بھیجا ہے تو دنیا میں خدا کے وجود کی گواہی دے گا اور ان تک خدا کی صفات پہنچائے گا اور ان کی غکرانی کرے گا اور تو انسانوں کو نیک اعمال کے اچھے ثمرات کی بشارت دے گا اور برے اعمال کے بدنتائج سے انہیں آگاہ کرتا رہے گا اور انہیں اللہ کی طرف بلا تارہ ہے گا۔ اور اس نے خود ہی تمہیں اس کا اذن دیا ہے۔ تیری رہنمائی کے بغیر کسی کو خدا کہاں مل سکے گا اور تو دنیا کو روشن کر دینے والا سورج ہو گا جس طرح مادی سورج دنیا کے گوشے گوشے کو شے کو روشن اور گرم کرتا ہے اور قیامت تک کرتا چلا جائے گا اسی طرح تو بھی روحانی دنیا کو روشن رکھے گا اور روحانیت کا کوئی گوشہ تیری روشنی سے محروم نہیں رہے گا اور تو روحانی دنیا کو اللہ تعالیٰ کی محبت سے گرم رکھے گا اور کسی وقت بھی وہ اس گرمی سے محروم نہیں رہے گی۔ اگر تو نے نہ آنا ہوتا تو مادی سورج کو بھی پیدا نہ کیا جاتا۔ گویا اس کا وجود بھی تیراہی رہیں منت سے اصل سورج تو ہی ہے اور کوئی نہیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کے وسعتِ فیضان کو ایک جگہ ان الفاظ میں بیان فرماتا ہے:-

**وَمَا آزَّ سَلْنَكَ إِلَّا كَافَةً لِلنَّاسِ بَشِيرًا وَ نَذِيرًا
لِكُنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ**
(سما آیت ۲۹)

یعنی ہم نے تجھے دنیا کے تمام انسانوں کی ہر قسم کی ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے کافی بنا کر بھیجا ہے تو انہیں وہ تمام باتیں بتائے گا جن کی انہیں دینی اور دنیوی ترقی کے لئے ضرورت ہو گی اور ان تمام خطرات سے آگاہ کریا جوان کی ترقی کے راستے میں حائل ہونے کو یا تو ان کیلئے ایسا ہو گا جو ہاتھ پکڑ کر آگے سے آگے لے جانے والا ہو اور تیری دشمنگری سے وہ کسی وقت بھی محروم نہیں ہوں گے لیکن اکثر انسانوں کی یہ انتہائی بد فہمی ہو گی کہ وہ تیری

۶۔ آپ کا مقصد بعثت اظہار اسلام علی الادیان ہے۔

فرمایا:- هَوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ - وَدِينِ
الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الَّذِينَ كُلُّهُ - وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا -
اللَّهُمَّ وَهُوَ ذَاتٌ هُنَّ جَنَاحَتْ - جَنَاحَتْ - جَنَاحَتْ -
دِينِ حَقِّ دَعَىٰ كَرَبِيجَتْ - تَا كَهْ وَهُوَ دِينِ حَقِّ كُونَتَمَ اِدِيَانَ پُرَغَالَبَ
کَرَهَ اَوَرَالَلَّهُ تَعَالَىٰ کَافِي گَواهَ -

۷۔ حضور کے فرائض و واجبات

فرمایا:- لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ
رَسُولًا مِنْ أَنفُسِهِمْ يَأْتِلُو عَلَيْهِمْ آيَتِهِ وَيُرَكِّبُهُمْ وَيُعَلِّمُهُمْ
الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ - وَإِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفَنِي صَلَلٌ مُبِينٌ -
(آل عمران آیت ۱۷)

کہ اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر بڑا احسان فرمایا جب اس
نے ان میں سے ان کے لے رسول مبعوث فرمایا جو ان پر اللہ کی
آیات پڑھتا ہے ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انہیں کتاب و حکمت سکھاتا
ہے وہ لوگ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں تھے۔

۸۔ قرآن مجید کامل اور جامع شریعت ہے۔

فرمایا:- أَلَيْوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتَمَّتُ عَلَيْنِكُمْ
نِعْمَتِي وَرَضِيَتِ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِيَنًا - (المائدہ)

کہ آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے
اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو بطور
دین پسند کر لیا ہے۔

۹۔ آپ سب انسانوں کے لئے رسول ہیں

قُلْ يَاٰيُهَا النَّاسُ إِنَّى رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا -

(الاعراف آیت ۲۰)

کہ اے رسول! تو اعلان کر دے کہ اے لوگو! میں تم
سب کی طرف اللہ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔

۱۰۔ آپ کی زندگی کھلی کتاب ہے

فرمایا:- فَقَدْ لِبِسْتُ فِيْكُمْ عُمَراً مِنْ قَبْلِهِ - أَفَلَا تَعْقِلُونَ
(يونس آیت ۲)

ہیں۔

۱۔ ہر آنے والی گھٹڑی تیرے لئے با برکت ہے۔

فرمایا:- وَلَلَّا خِرْزَةٌ خَيْرٌ لَكَ مِنَ الْأُولَى - وَلَسَوْفَ
يُعْطِيَكَ رَبُّكَ فَتَرْضِي - (الصافی)

اے رسول! تیرے لئے پہلی زندگی یا پہلی گھٹڑی سے بعد
میں آنے والی زندگی یا گھٹڑی بہت با برکت ہے اور تیرا رب تجھے
عنقریب وہ تمام نعمتیں دے گا جن سے تواریخی ہوجائے گا۔

۳۔ قرب الہی پانے میں اعلیٰ ترین مقام پر ہیں۔

فرمایا:-

فَأَسْتَوْىٰ - وَهُوَ بِالْأُفْقِ الْأَعْلَىٰ - ثُمَّ دَنَّافَتَدَلَّىٰ - فَكَانَ
قَابَ قَوْسَيْنَ أَوْ أَدْنَىٰ - (النجم آیت ۷-۱۰)

یہ رسول کامل ہوا اور افق اعلیٰ پر پہنچ گیا۔ پھر وہ قریب ہوا
اور نیچے (مخلوق کی ہدایت کے لئے) جھکا۔ تب وہا پہنچے رب سے دو
کمانوں کے ملنے کے مقام پر تھا بلکہ اس سے بھی قریب تر۔

اس آیت میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو قرب
الہی پانے میں انتہائی بلند مقام پر بیان کیا گیا ہے۔ قلب و قوسین
ایک محاورہ ہے۔

۴۔ آپ مثالی موسیٰ ہیں۔

فرمایا:- إِنَّا أَرْسَلْنَا إِلَيْكُمْ رَسُولًا - شَاهِدًا عَلَيْنِكُمْ
كَمَا أَرْسَلْنَا إِلَيْ فِرْعَوْنَ رَسُولًا -

کہ ہم نے تمہاری طرف اپنا رسول تم پر گواہ بنا کر بھیجا ہے
جیسا کہ ہم نے فرعون کی طرف (موسیٰ کو) رسول بنا کر بھیجا تھا۔ یعنی
تم اس رسول کا مقابلہ کرو گے تو تمہارا انجام بھی فرعون کی طرح ہو گا۔

۵۔ آپ کو الکوثر دیا گیا ہے۔

فرمایا:- إِنَّا آتَعْطَيْنَكَ الْكَوْثَرَ - (الکوثر آیت ۲)
اے رسول! ہم نے تجھے الکوثر عطا کیا ہے۔ الکوثر کے
معنے کثرت اتباع، کثرت درجات اور ایسا امتی فرد جو صاحب
خبرات کثیر ہو۔

اے لوگو! تم سب کے لئے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں کامل نمونہ ہے۔ ہر انسان کے لئے آپ کی زندگی قابلٰ تقلید ہے۔

۱۵۔ آپ ایک عظیم رسول اور سید الرسل ہیں۔

فَرِماَيَا نَبَّأْنَاهُ يَسْتَعْجِلُونَ وَالْقُرْآنُ الْحَكِيمُ إِنَّكَ لَمَنَ الْمُرْسَلِينَ عَلَىٰ صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ (یس آیت ۱)

اے رسولوں کے سردار! پر حکمت قرآن مجید شاہد ہے کہ آپ یقیناً صراطِ مستقیم پر ہیں اور رسولوں میں سے ہیں۔

۱۶۔ شریعتِ محمد یہ کی پیروی سب کے لئے لازمی ہے

فَرِماَيَا: ثُمَّ جَعَلْنَاهُ عَلَىٰ شَرِيعَةٍ مِّنَ الْأَمْرِ فَاتَّبِعُهَا وَلَا تَتَبَعْ أَهْوَاءِ الَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ (الجاثیہ آیت ۲)

اے رسول! اب ہم نے تجھ کو دینی امور کی کامل شریعت پر قائم کیا پس تو اس کی پیروی کرتا رہ اور بے علم لوگوں کی خواہشات کی اتباع نہ کر۔

۱۷۔ رسول کی اطاعت سے روحانی زندگی ملتی ہے۔

فَرِماَيَا: يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَعِجِلُنَّ اللَّهَ وَلَلَّهُ سُولِ إِذَا دَعَا كُمْ لِمَا يُحِبِّي كُمْ (انفال آیت ۳)

اے ایماندارو! اللہ کی اور اس کے اس رسول کی آواز پر جب وہ بلاۓ تو فوراً لیک کہا کرو کیونکہ وہ ایسی باتوں کی طرف بلاٹا ہے جو تمہیں زندگی بخشتی ہیں۔

۱۸۔ رسول کی زندگی اور موت اللہ کے لئے ہے۔

فَرِماَيَا: قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ لَا شَرِيكَ لَهُ وَبِذلِكَ أُمِرْتُ وَإِنَّا أَوَّلَ الْمُسْلِمِينَ (الانعام آیت ۲۰)

کہ اے لوگو! میں اس دعویٰ رسالت سے پیشتر ایک لمبی زندگی تم میں گزار چکا ہوں تم میرے حالات کو جانتے ہو۔ تم میرے بارے میں عقل سے کیوں کام نہیں لیتے؟

۱۹۔ منکرین کے متعلق آپ کے جذبات

فَرِماَيَا: فَلَعْلَكَ بِأَنْجَعَ نَفْسَكَ عَلَىٰ أَثَارِهِمْ إِنَّ لَمْ يُؤْمِنُوا بِهِذَا الْحَدِيثِ أَسْفًا (الکھف آیت ۱)

کہ اے رسول! تیری یہ حالت ہے کہ تو ان منکرین کے پیچھے کہ وہ اس کتاب پر ایمان کیوں نہیں لاتے افسوس کرتے ہوئے خود کو ہلاک کرے گا۔

۲۰۔ مونموں کے بارے میں آپ کی شفقت

فَرِماَيَا: لَقَدْ حَانَ كُمْ رَسُولُ مَنْ أَنْفَسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُمْ بِالْمُؤْمِنِينَ رَئِيْسُ فَرَّجِيمْ (توبۃ آیت ۱۲)

اے لوگو! تمہارے پاس تم میں سے عظیم رسول آیا ہے جس بات سے تمہیں تکلیف ہوتی ہے وہ اس پر بہت شاق ہے وہ تمہاری بھلانی کا بہت حریص ہے وہ مونموں کے ساتھ بہت رافت و رحمت کرنے والا ہے۔

۲۱۔ آپ کی شریعت ہمیشہ محفوظ رہے گی۔

فَرِماَيَا: إِنَّا نَحْنُ نَرَأُ لَنَا الْدُّكْرُ وَإِنَّا لَهُ لَحَفَظُونَ (الاجر)

کہ یقیناً ہم نے ہی اس عزت و شرف کی موجب کتاب قرآن مجید کو نازل کیا ہے اور ہم ہی ہمیشہ اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔

۲۲۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسوہ حسنہ ہیں

فَرِماَيَا: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أَسْوَةٌ حَسَنَةٌ۔

(الاحزاب آیت ۳)

۲۲۔ آپ اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔

فَرِماَيْا: مَا كَانَ مُحَمَّدًا إِبْرَاهِيمَ فِي رَجَالِكُمْ وَلَكُنْ
رَسُولُ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ وَكَانَ اللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيهَا
(الاحزاب آیت ۵)

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تم مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن وہ اللہ کے رسول اور نبیوں کے خاتم ہیں اللہ تعالیٰ ہر چیز کو بخوبی جانے والا ہے۔

اس آیت کے پہلے حصے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جسمانی ابوت کی نفی کی گئی ہے اور دوسرا حصے میں رسول اللہ و خاتم النبیین میں آپ کی روحانی ابوت کے وسیع دائرة کا ذکر فرمایا ہے یعنی وہ امت کے افراد پر بھی حاوی ہیں اور نبیوں پر بھی۔

۲۳۔ آپ موننوں کو فضل کبیر کی بشارت دینے والے ہیں۔

فَرِماَيْا: يَأَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا
وَنَذِيرًا وَدَاعِيًّا إِلَى اللَّهِ بِإِذْنِهِ وَسِرَاجًا مُنِيرًا وَبَشِّرُ الْمُؤْمِنِينَ
بِأَنَّ لَهُم مِّنَ اللَّهِ فَضْلًا كَبِيرًا
(الاحزاب آیت ۶)

اے نبی! ہم نے تجھے اس حال میں بھیجا ہے کہ تو گواہ ہے بشارت دینے والا ہے انذار کرنے والا ہے۔ اللہ کی طرف سے اس کے حکم کے مطابق دعوت دینے والا ہے اور روشنی بخشنے والا آفتاں ہے۔ اے رسول! تو موننوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بڑے فضل کی بشارت دے۔

اس جگہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سراج منیر قرار دیا گیا ہے اور یہ کہ آپ موننوں کو فضل کبیر کی بشارت دینے والے ہیں۔

۲۴۔ آپ کے مقیم اللہ کے محبوب ہیں۔

فَرِماَيْا: قُلْ إِنَّ كُنْتُمْ تُحْبُّونَ اللَّهَ فَاتَّهْبُونِي يُحِبِّكُمُ اللَّهُ
وَيَغْفِرُ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔ (آل عمران آیت ۲۴)

اے رسول! تو اعلان کر دے کہ اے لوگو! اگر تم اللہ تعالیٰ

اے رسول! تو کہہ دے کہ میری نماز، میری قربانی، میری زندگی اور میری موت سب اللہ کے لئے ہے جو رب العالمین ہے اس کا کوئی شریک نہیں مجھے یہی حکم ہے اور میں اول المسلمين ہوں

۱۹۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر برکات و درود -

فَرِماَيْا: إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ يَصَلُّونَ عَلَى الشَّيْءِ
يَأْيَهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَصْلُوُا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔
(الاحزاب آیت ۷)

یقیناً اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے اس نبی اکرم پر برکات نازل کرتے اور ان کی بلندی درجات کے لئے دعا عکس کرتے ہیں۔ اے موننو! تم بھی اس نبی پر درود بھیجو اور اس کی سلامتی کے لئے دعا عکس کرتے رہو۔

۲۰۔ آپ کی امت بہترین امت ہے

فَرِماَيْا: كُنْتُمْ خَيْرَ أُمَّةٍ أَخْرِجْتِ لِلنَّاسِ

(آل عمران آیت ۱۲)

اے مسلمانو! تم سب امتوں سے بہتر امت ہو تو ہمیں تمام لوگوں کے فائدہ کے لئے پیدا کیا گیا ہے۔

۲۱۔ آپ کی بیعت کرنے والوں کی شان

فَرِماَيْا: إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا لِلَّذِينَ
بِاللَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَعْزِيزُهُ وَتُوْقِرُوهُ وَتُسَبِّحُوهُ بِكُرْهَةٍ وَأَصْنِيلًا إِنَّ
الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ يَدِ اللَّهِ فَرُوقٌ أَيْدِيهِمْ
(الفتح آیت ۱)

اے رسول! ہم نے تجھے گواہ بنانے کے لئے اور انذار کرنے والا بنا کر بھیجا ہے۔ تاکہ اے لوگو! تم اللہ تعالیٰ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاو۔ اور اس کی نصرت کرو۔ اس کی تو قیر کرو۔ اور صبح اور شام اس کی تسبیح کرو۔ اے نبی! یقیناً وہ لوگ جو تیری بیعت کرتے ہیں وہ درحقیقت اللہ کی بیعت کرتے ہیں اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں پر ہے۔



نماز باجماعت کی اہمیت

حضرت مصلح موعودؑ فرماتے ہیں:

نماز باجماعت اسلام کا ایک نہایت ہی اہم حکم ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے متعلق اسقدر تاکید فرمایا کرتے تھے کہ ایک دفعہ ایک نایبنا شخص نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ میری آنکھیں نہیں اور راستہ میں لوگ پھر وغیرہ ڈال دیتے ہیں جن سے مجھے ٹھوکریں لگتی ہیں۔ کیا میں گھر پر نماز پڑھ لیا کرو؟ پرانے زمانہ میں لوگ دیواروں کے ساتھ ساتھ پھر رکھ دیا کرتے تھے تاکہ مکان بارش کے پانی سے محفوظ رہیں۔ اور دیواریں خراب نہ ہوں۔ رسول کریم ﷺ نے اُسے اجازت تودے دی لیکن پھر فرمایا، کیا تمھارے مکان تک اذان کی آواز آتی ہے؟ اُس نے کہا، یا رسول اللہ آتی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا پھر جس طرح بھی ہو مسجد میں آیا کرو۔ مگر آجکل ان لوگوں کے سامنے جوازان کی آواز سنکر بھی مسجد میں نہیں آتے کون سے پھر پڑے ہوئے ہوتے ہیں کہ وہ گھروں میں بیٹھ رہتے ہیں۔ یا انہیں کوئی نایبنائی لاحق ہوتی ہے کہ وہ مسجدوں میں نماز کے لئے نہیں آتے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو ایک اندھے شخص کو بھی جو ٹھوکریں کھا کھا کر گرتا تھا اس بات کی اجازت نہیں دی تھی کہ وہ گھر پر نماز پڑھ لے۔ مگر آجکل لوگ معمولی معمولی عذرات کی بنابری باجماعت نماز کو ترک کر دیتے ہیں۔ اور اس طرح اپنے عمل سے یہ ثابت کرتے ہیں کہ انہیں روحانی نایبنائی لاحق ہے۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۲۳۹، ۲۴۰)

سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا اور تمہارے گناہ معاف کر دے گا اللہ تعالیٰ بخشنش والا اور حرم کرنے والا ہے۔

۲۵۔ آپؐ کی اطاعت سے چاروں روحانی انعام مل سکتے ہیں۔

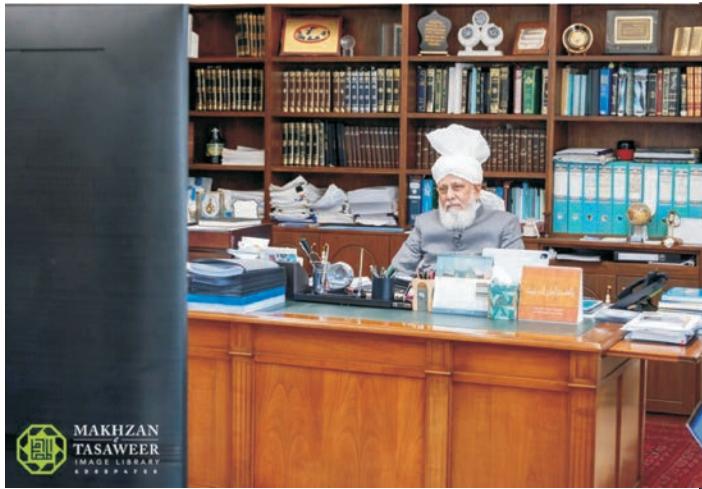
فرمایا: وَمَنْ يُطِعُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَأُولَئِكَ مَعَ الْمُنْصَرِ
أَنَعَمَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ مِنَ النَّبِيِّينَ وَالصِّدِّيقِينَ وَالشَّهِيدَاءِ
وَالصَّلِحِينَ وَحَسَنَ أُولَئِكَ رَفِيقًا。 ذَلِكَ الْفَضْلُ مِنَ اللَّهِ
وَكَفَى بِاللَّهِ عَلِيمًا (النساء آیت ۹)

کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی اور اس کے رسول محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کریں گے وہ ان میں شامل ہو جائیں گے جن پر اللہ تعالیٰ پہلے انعام فرمادیکا ہے یعنی نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین میں شامل ہو جائیں گے یہ لوگ بمحاذ رفقی بڑے اچھے ہیں۔ یہی اللہ تعالیٰ کا معمودفضل ہے۔ اللہ خوب جانے والا ہے۔

اس آیت کے جملہ ذالک الفضل من الله میں سورہ احزاب کی آیت وبشر المؤمنین بان لهم من الله فضل كبيراً والفضل كاہی ذکر ہے اور وہ فضل یہ ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے والوں کے لئے نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور صالحین کے زمرہ میں شامل ہونے کی نعمت پانے کا دروازہ کھلا ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرآن مجید نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام بمحاذ اتصال باللہ سب نبیوں سے بلند قرار دیا ہے اور آپؐ کا مقام بمحاذ بتی نوع انسان کو فیض رسانی کے بھی سب سے اوپر ٹھہرایا ہے۔ آپ کی آمد سے سب نبیوں کے فیوض ختم ہو گئے مگر آپ کا چشمہ سلسلہ احمدیہ نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

ہم ہوئے خیر ام تجھ سے ہی اے خیر رسول
تیرے بڑھنے سے قدم آگے بڑھا ہم نے

”جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است“



حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ساوتھ یو کے خدام کی آن لائے میٹنگ

وقت مسلسل آپ کو اسلام کی سچی تعلیمات کے بارہ میں اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام جو ہم سے چاہتے تھے، اس بارہ میں بتاتے رہتے ہیں۔ تو اس طریق سے آپ کا جماعت سے مظبوط تعلق قائم ہو سکتا ہے۔“

ایک طالب علم کے یہ عرض کرنے پر، کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی اور مستقل محبت کسی طرح حاصل کر سکتے ہیں، سیدنا حضور انور نے فرمایا:

”آپ اپنے پیاروں کی محبت کیسے حاصل کر سکتے ہیں؟ ان کو یاد کر کے، اُن کے اپنے ذہن میں رکھ کر اور ان کیلئے اچھے کام کر کے۔ ان کے مطالبات کو پورا کر کے اور ان کی باتوں کو مان کر۔ اس طرح سے آپ ان کا پیار حاصل کرتے ہیں۔ اسی طرح آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بھی حاصل کر سکتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرمایا ہے کہ لوگوں کو بتا دے کہ اگر وہ خدا تعالیٰ کا پیار پانا چاہتے ہیں تو اُن کو اُن تعلیمات، احکامات اور ہدایات پر مکمل عمل کرنا ہوگا جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نازل فرمائی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجیں۔ اس طریق سے آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا پیار پاسکتے ہیں اور اس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بھی آپ سے محبت کرے گا۔“

ایک طالب علم کے یہ عرض کرنے پر، کہ حضور انور ان طلباء کیلئے چند نصائح فرمائیں جو اپنے گھر سے دور یونیورسٹی میں رہ کر تعلیم حاصل کرتے ہیں، سیدنا حضور انور نے فرمایا:

” یونیورسٹی میں رہ کر بھی آپ کو پنجو قوت نمازوں کا اہتمام کرنا چاہئے اور انہیں بھولنا نہیں چاہئے۔ اسی طرح قرآن کریم

ساوتھ یو کے خدام (عمر 16 تا 19 سال) کو مورخہ 4 ستمبر 2021ء کو حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ آن لائے میٹنگ کا شرف حاصل ہوا۔ سیدنا حضور انور نے اسلام آباد، ٹلکوڑہ سے میٹنگ کی صدارت فرمائی جبکہ خدام نے بیت الفتوح مسجد لندن سے اس میں شرکت کی۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد خدام نے سیدنا حضور انور سے اپنے سوالات عرض کئے۔

ایک خadam کے سوال پر کہ ہم کس طرح جماعت کے ساتھ تعلق مظبوط کر سکتے اور خلافت کے وفادار بن سکتے ہیں، سیدنا حضور انور نے فرمایا:

”آپ جب بھی ایک دوسرے سے ملاقات یا بات چیت کے پروگرام کرتے ہیں تو ایک احمدی مسلمان ہونے کے ناطے آپ کو یہ لفتگو کرنی چاہئے کہ آپ کون ہیں، آپ کی کیا ذمہ داریاں ہیں اور آپ کو کس طرح کے عمل کرنے چاہئیں۔ ہم نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کو کیوں قبول کیا ہے؟ آپ علیہ السلام کے نزول کا مقصد اسلام کی سچی تعلیمات کو دوبارہ زندہ کرنا تھا۔ ہمیں ان سچی تعلیمات کے بارہ میں جانے کی کوشش اور جد و جہد کرنی چاہئے۔ آپ کو قرآن کریم کا مطالعہ کرنا چاہئے اور اس کے احکامات وہ دایات نیز جن چیزوں سے منع کیا گیا ہے، ان کے بارے میں علم حاصل کرنا چاہئے۔

اس طریق سے آپ کو اپنی زندگی کے مقصد کو پہچاننے کا علم حاصل ہوگا جس کی وجہ سے جماعت سے اور خلافت سے آپ کا تعلق مزید مظبوط ہوگا اور آپ کو زندگی کا مقصد حاصل ہوگا۔ خلیفہ



المؤمنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ آن لائے میٹنگ کا شرف حاصل ہوا۔ سیدنا حضور انور نے اسلام آباد، ٹلکوڑ سے میٹنگ کی صدارت فرمائی جبکہ ناصرات نے دارالبرکات مسجد، برمنگھم سے اس میں شرکت کی۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جس کے بعد ناصرات نے سیدنا حضور انور سے اپنے سوالات عرض کئے۔

ایک ناصرہ کے یہ عرض کرنے پر، کہ مااضی میں انبیاء کرام اور خلفاء کرام کو مذہبی رہنمائی کے ساتھ سیاسی اقتدار بھی حاصل تھا۔ کیا کبھی خلفاء احمدیت بھی سیاسی اقتدار قبول فرمائیں گے، سیدنا حضور انور نے فرمایا:

”مااضی میں سبھی انبیاء کرام کو سیاسی اقتدار حاصل نہیں تھا۔ اسلام میں آنحضرت ﷺ خدا تعالیٰ کے پاک نبی تھے جن کو مذہبی اقتدار حاصل تھا۔ آپ خاتم الانبیاء تھے۔ آپ کے مدینہ میں ہجرت فرمانے کے بعد آپ کی حیثیت ریاست کے سربراہ کی بھی تھی، لیکن ہجرت سے قبل نہیں۔ جب آپ مکہ میں تھے تو وہاں آپ اور آپ کے صحابہؓ کو ہر طرح سے ستایا جاتا تھا اور دردناک مظالم روا رکھے جاتے تھے۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے خلفاء راشدین کو سیاسی اقتدار بھی حاصل ہوا تھا۔ لیکن اب سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے دور مبارک میں نہ تو حضور علیہ السلام نے بھی سیاسی اقتدار حاصل کیا اور نہ ہی آپ کے خلفاء حاصل کریں گے۔“

مستقبل میں ان شاء اللہ جب وہ وقت آئے گا کہ کئی ممالک احمدیت کی آغوش میں آجائیں گے اور وہاں احمدیوں کی اکثریت ہوگی، سیدنا حضور انور نے فرمایا:

”اُس وقت کی حکومتیں بدستور اپنا کام کرتی رہیں گی اور خلیفہ وقت ان ممالک کا روحانی سربراہ ہو گا۔ قرآن کریم میں موجود ہے کہ اگر دو مسلم ممالک یادو مسلم گروہوں کے درمیان لڑائی ہو تو معاملہ کو پُر امن طریق پر سلیمانی کی کوشش کرو۔ اگر وہ لڑائی ختم کر

پڑھنے اور تلاوت کرنے میں بھی شستی نہیں کرنی چاہئے بلکہ روز آنہ باقاعدگی سے اس کا بھی اہتمام کرنا چاہئے۔ یونیورسٹی میں رہتے ہوئے ایسے لڑکوں سے دوستی کو ترجیح دیں جو نیک اور تقویٰ شعار ہیں۔ ہو سلتا ہے کہ وہ مذہبی سوچ نہ رکھتے ہوں لیکن وہ نیک اور اچھے اخلاق والے ہوں۔ ان کو اپنا دوست بنائیں اور اس بات کو یقینی بنائیں کہ آپ کی مجلس ہمیشہ نیک ہو۔ اپنے ساتھ پڑھنے والے طلباء پر ہمیشہ اپنے اچھے اخلاق ظاہر کریں۔ یہ باتیں آپ کے فرائض میں شامل ہیں۔ اس طرح پڑھائی کے ساتھ ساتھ نہ صرف آپ دوسروں پر اسلام کی خوبصورت تعلیم کو ظاہر کر پائیں گے بلکہ ایک اچھے مسلمان ہونے کا نمونہ بھی پیش کریں گے۔“

ایک خادم کے اس سوال پر، کہ ماحولیاتی تبدیلی کے متعلق اسلام کا نظریہ کیا ہے اور اس سے کس طرح نہما جا سکتا ہے، سیدنا حضور انور نے فرمایا:

”اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کسی بھی چیز کی زیادتی بُری ہے۔ اگر ہم قدرت کے قوانین کے خلاف چلیں گے تو اس کا بُنیادی نتیجہ یہ ہو گا کہ ہم اپنا اور اپنی نسلوں کا مستقبل تباہ کر لیں گے۔ کئی ممالک جیسے کہ چائنا، انڈیا اور امریکہ کے مابین ٹیکنا لو جی کیلئے جو دوڑ لگی ہوئی ہے اس کا نتیجہ ماحولیاتی آلوڈی کے طور پر سامنے آیا ہے۔ ہر ملک کے اپنے مفوضہ مقاصد ہیں لیکن یہ اپنی آئندہ آنے والی نسلوں کے متعلق ہیں سوچ رہے ہیں۔ مناسب طریق پر منصوبہ بندی ہونی چاہئے کہ کتنے ایندھن کا استعمال ہونا چاہئے اور اس پر کنٹرول ہونا چاہئے۔ ساتھ ہی ساتھ زیادہ سے زیادہ ہجر کاری کرنے کیلئے ممالک کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے بلکہ ان کو پابند کرنا چاہئے۔ تو اس طریق سے ہم فضائی آلوڈی کو کافی حد تک کم کر سکیں گے جس کے نتیجہ میں ماحولیاتی تبدیلی کا خطرہ بھی کم ہو گا۔“

حضرت امیر المؤمنین
ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ
ملیئنڈ اور ساؤ تھو ویسٹ کی ناصرات کی آن لائے میٹنگ

ملیئنڈ اور ساؤ تھو ویسٹ (برطانیہ) کی ناصرات (ب عمر 13 تا 15 سال) کو مورخہ 12 ستمبر 2021ء کو حضرت امیر

صحت کیلئے بھی اچھا ہے۔ ہر احمدی مسلمان اس بات کو یقینی بنائے کہ وہ ہر سال دو درخت ضرور لگائے گا۔ اس طریق سے آپ ماحولیاتی تبدیلی کے خلاف لڑ سکتے ہیں۔ اگر یہاں مملکن نہ ہو تو جب آپ دوسرے ممالک کا سفر کرتے ہیں تو وہاں درخت لگا سکتے ہیں۔ اس طرح سے ہم ماحولیاتی تبدیلی پر قابو پانے میں مدد کر سکتے ہیں۔“

ایک اور سوال اس واقعہ سے متعلق تھا جس میں حضرت یونس علیہ السلام ایک وہیل مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہے۔ یہ کس طرح ممکن تھا جب کہ کئی سامنہ دان اس بات کو ناممکنات میں سے مانتے ہیں کہ اس طرح کے حالات میں کوئی زندہ رہ سکتا ہے۔ حضور انور نے فرمایا:

”آن (حضرت یونس) کو نگلا گیا تھا لیکن قرآن کریم یہ بات نہیں کہتا کہ وہ مچھلی کے پیٹ میں تین دن تک رہے تھے، بلکہ یہ بات بابل کہتی ہے۔ جیسے ہی اُن کو مچھلی نے نگلا تو ویسے ہی باہر اُگل دیا۔ وہ (مچھلی کے پیٹ میں) میں زیادہ عرصہ نہیں رہے۔ قرآن کریم یہ بھی کہتا ہے کہ جب مچھلی نے ان کو باہر اُگلا تو آپ پہار تھے اور زخمی ہونے کی وجہ سے بے ہوشی کی حالت میں تھے۔ چونکہ بابل کہتی ہے کہ آپ مچھلی کے پیٹ میں تین دن تک رہے اس لئے سامنہ دنوں کا یہ مانا کہ آپ تین دن تک وہاں زندہ نہیں رہ سکتے، درست ہے۔ ہم بھی اس بات پر یقین نہیں کرتے کہ آپ تین دن تک وہاں رہے۔ جیسے ہی اُن کو نگلا گیا تو تحوتی ہی دیر میں مچھلی نے انکو باہر اُگل دیا۔“

ایک ناصرہ کے یہ عرض کرنے پر کہ بات چیت کرنے کا انداز اور معیار بدل چکا ہے۔ بزرگان کو لگتا ہے کہ نوجوان نسل کا بات چیت کرنے کا انداز جارحانہ ہے۔ اس تعلق سے رہنمائی کی درخواست کرنے پر سیدنا حضور انور نے فرمایا:

”ہمیں اچھے اخلاق سیکھنے ہیں۔ خواہ ہم اپنے والدین سے بات کر رہے ہوں یا بہن بھائیوں سے یادگیر رشتہ داروں سے ہمیں اخلاق کا دامن نہیں چھوڑنا چاہئے۔ اچھے اخلاق کا یہ تقاضا ہے کہ آپ سامنے والے کی عزت کریں، اپنے بزرگان کی، اپنے بہن بھائیوں کی عزت کریں۔ اپنے دوستوں اور بہن بھائیوں سے نرمی سے پیش آئیں۔ تو اگر آپ اچھے اخلاق کا مظاہرہ کر رہے ہیں تو یہی اسلامی طریق ہے۔“

اطہار رائے کی آزادی کے تعلق سے سیدنا حضرت امیر المؤمنین ایدہ

دیں تو یہ بہت بہتر ہے۔ بصورت دیگر جو فر�� کر رہا ہے یا کوئی ملک اپنے پڑوںی ملک یا مسلم ملک پرنا جائز محملہ کر رہا ہے تو اس کے ہاتھ روکنے کیلئے طاقت کا استعمال کرو۔ ایسے حالات میں خلیفہ وقت دیگر حکومتوں کو اس (ارشاد خدا وندی) کے مطابق کرنے کیلئے کہیں گے۔ بہر کیف خلیفہ وقت صرف روحانی لیڈر ہوں گے جن کا ممالک کی سیاست وغیرہ میں کوئی عمل دخل نہیں ہوگا۔ بلکہ سربراہان ممالک خلیفہ وقت سے رہنمائی حاصل کیا کریں گے۔“

ایک ناصرہ کے عرض کرنے پر کہ حضور انور نے اپنی زندگی میں مشکلات کا سامنا کس طریق سے کیا، سیدنا حضور انور نے فرمایا: ”مشکلات زندگی کا ایک حصہ ہیں۔ میں ان کو کیوں بیان کروں۔ اگر میں کہوں کہ میں نے مشکلات کا سامنا کیا ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ میں نے وقف کی حقیقی روح کو سمجھا ہی نہیں۔ اس لئے میں (مشکلات کا) بیان نہیں کر سکتا۔ میں نے کبھی کسی مشکل کا سامنا نہیں کیا بلکہ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کے افضال اور برکات کا سایہ ہی مجھ پر رہا ہے۔“

ایک ناصرہ نے عرض کیا کہ اُس نے سنا ہے کہ سیدنا حضور انور منصب خلافت پر متمکن ہونے سے قبل کافی شر میلے مزاج کے تھے اور تقاریر وغیرہ نہیں کرتے تھے۔ حضور نے خلیفہ بننے کے بعد اپنے فرائض کا کیسے اہتمام کیا۔ حضور انور نے فرمایا:

”یہ اللہ تعالیٰ کے کام ہیں۔ میں اپنی مرضی یا اپنی خواہش سے خلافت کے منصب پر فائز نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اس منصب پر فائز فرمایا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا ہی کام ہے۔ اسی نے مجھے تقاریر کرنا، خطابات کرنا، لوگوں سے بات چیت کرنا اور پھر دلائل سے لوگوں کو خاموش کرنا دینے کا ہشر سکھایا۔ جب میں خود کو دیکھتا ہوں تو اپنے آپ کو ایک فرد واحد سے بات کرنے کے بھی قابل نہیں پاتا ہوں۔ یہ اللہ تعالیٰ ہی ہے جس نے مجھے ان سب کاموں کو کرنے کی طاقت بخشی ہے۔“

ایک ناصرہ کے یہ عرض کرنے پر، کہ احمدی مسلمانوں کیلئے ماحولیاتی تبدیلی کو روکنے کیلئے اپنا حصہ ڈالنے کی کتنی اہمیت ہے، سیدنا حضور انور نے فرمایا:

”اس کی بہت اہمیت ہے۔ جب ہم کم فاصلے کے سفر کریں تو ہمیں کار وغیرہ کے استعمال سے بچنے کی کوشش کرتے ہوئے پیل یا بائی سائیکل کا استعمال کرنا چاہئے۔ سائیکلنگ کرنا

بھی ناصرات کو دکھائی گئی۔ امسال اجتماع میں تعلیم پر بھی کافی توجہ دی گئی۔ اس تعلق سے Ahmadiyya Muslim Women's Research Association (AMWRA) مختلف پروگرام کا انعقاد کرتی رہتی ہے۔ اس Planetarium کا بھی اہتمام کیا گیا تھا جو حاضرین کیلئے کافی دلچسپی اور توجہ کا مرکز بنا۔ اجتماع کے دوران خود مدافعت (Self Defence) کے پروگرام بھی منعقد کئے گئے۔

اجتمیع کا آخری اجلاس سب سے نمایاں اور اہم تھا جس کی صدارت سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ الرسول الحسن ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نفس نفس MTA مسٹوڈیویز، اسلام آباد، ٹلکوور ڈسی سے فرمائی جبکہ لجنة کی ممبرات نے بیت الفتوح سے اس میں شرکت کی۔ صبیحہ خان نے تلاوت قرآن کریم کی جس کے بعد سیدنا حضور انور کی قیادت میں لجنة اماء اللہ کا عہد دہرا یا گیا۔ بعد ازاں رضوانہ احمد نے نظم پیش کی اور صدر صاحبہ لجنة اماء اللہ پوکے نے اجتماع کی مختصر پورٹ پیش کی۔ اجتماع کی تمام کارروائی پر مشتمل ایک مختصر ویڈیو بھی پیش کی گئی۔

سیدنا حضرت امیر المؤمنین نے اپنے خطاب میں دنیا کو پیش کردہ مختلف اہم مسائل، جیسے کہ مادہ پرستی کے خطرات، سوشل میڈیا، مذہبی آزادی، تارکین وطن کے ثبت اتحاد کے ذرائع نیز دنیا میں اسلام کی سچی تعلیمات پھیلانے میں احمدی مسلم کا کردار، کا ذکر فرمایا۔

حضور انور نے تیزی سے ہور ہی ٹیکنولوژی کی تبدیلی خصوصاً لوگوں کو وسیع پیانے پر معلومات فراہم کرنے (Mass Communication) کے شعبہ میں ہونے والی ترقی کے تعلق سے فرمایا:

”آج کے دور میں انسانی علم اور فہم نے ہر شعبہ میں تیزی کے ساتھ ترقی کی ہے جس کے نتیجے میں موافقی نظام پہلے سے کہیں زیادہ ترقی یافتہ اور آسان ہو چکا ہے۔ سفر کرنے کے جدید ذرائع اور الیکٹریک و ڈیجیٹل موافقی زرائع مثلاً ٹیلیفیو، ریڈیو، ٹیلیویژن اور انٹرنیٹ کی وجہ سے فاصلے ختم گئے ہیں۔ ٹیکنولوژی کا یہ انقلاب آج سے آدھی صدی قبل ممکن نظر نہیں آتا تھا۔ سمارٹ فون نیز دیگر سمارٹ ٹیکنولوژی کی وجہ سے موافقی نظام نے جس تیزی سے ترقی

اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

”اظہار رائے کی آزادی کا یہ مطلب نہیں کہ آپ کسی کے متعلق بد تیزی پر اُتر آئیں۔ جیسا کہ مغرب میں یہ رواج ہے کیونکہ یہاں اظہار رائے اور اظہار خیال کی آزادی ہے۔ یہاں آپ کسی کے بھی شخص کی خاکے یا کارٹون بناسکتے ہیں (جیسا کہ انہیاء کرام کے یہاں بنائے جاتے ہیں)۔ یہ اچھے اخلاق نہیں ہیں۔ ان کے دوہرے معیار ہیں۔ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے (نَعْوذُ بِاللّٰهِ) خاکے بنائے گئے تو انہوں نے (فَرَأَخْيَالَ لِيَدِ رَانَ) کہا کہ یہاں اظہار رائے اور اظہار خیال کی آزادی ہے اس لئے اس کو روکنا نہیں چاہئے۔ لیکن جب صدر فرانس کے کارٹون بنائے گئے تو چیخ و پکار بچ گئی۔ ایسا کیوں؟ کیونکہ وہ خود اس بات کو جانتے ہیں کہ یہ اچھی بات نہیں ہے۔ لیکن ان کے اخلاقیات کا معیار اپنے لئے اور ہے اور دوسروں کیلئے اور۔“



لجنة اماء اللہ برطانية کا 42 واں سالانہ اجتماع مورخہ 25 تا 26 ستمبر بیت الفتوح میں منعقد ہوا۔ وباً ایام کے مناسب حال ضروری احتیاطی تدابیر کرتے ہوئے درجہ حرارت کو چیک کرنے Latrel Flow Tests کا موقعہ پر انتظام موجود تھا۔ ممبرات کو علیحدہ علیحدہ اجلاسات میں مدعو کیا گیا تھا تا سماجی دوری کا اہتمام ہو سکے۔ اس طریق پر ممبرات کی حاضری 3794 تھی۔

امسال کا مرکزی خیال ”بنی نوع انسان سے رحم“ تھا جس کی جملہ سارے پروگرام میں دکھائی دی۔ اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ کے کئی پہلوؤں پر Presentations وغیرہ شامل تھیں، جیسا کہ میثاق مدینہ اور غیر مسلموں کا اس تعلق سے نظریہ۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات مبارکہ پر ایک پڑا کیوں نہیں

ہے۔“

سیدنا حضور انور نے فرمایا کہ کس طرح مادہ پرستی اور ہمہ جہت صارفیت نے معاشرہ کے سماجی اور اخلاقی پرداز کو تارتار کر دیا ہے۔

”ہم بڑھتی ہوئی مادہ پرستی اور دنیا پرستی کے دور میں جی رہے ہیں جہاں دیکھنے اور سمجھنے کی قوت ہونے کے باوجود بھی اکثر لوگ روحانی اور اخلاقی اندھے پن کا شکار ہیں اور ہر چمکنے والی چیز کو سونا سمجھتے ہیں۔ ان کو حساس نہیں ہے کہ وہ کتنے سطھی ہو چکے ہیں اور بڑھتی ہوئی مادہ پرستی کے نتیجہ میں ہونے والے دور رس نقشانات سے نا آشنا ہیں۔“

”وہ دیکھیں گے کہ جس (معاشرے) کو وہ بہتر اور ترقی یافتہ سمجھتے تھے درحقیقت اس نے ان کی روحانی اور اخلاقی زندگی میں وہ بچینی اور بے قراری پیدا کی ہے جس کو دنیا کی آنکھ نے اس سے قبل کبھی نہ دیکھا تھا۔ ایک دن وہ اس امر کو تسلیم کرنے پر مجبور ہوں گے کہ دنیا کے امراء نے ان کو روحانی اور اخلاقی طور پر بھی غریب اور دیوالیہ کر دیا ہے۔“

حضور انور نے روحانیت کو زنگ آلود کرنے والی اس بھڑکتی ہوئی لالج کی آگ کے ذہنی صحت پر مرتب کردہ منفی اثرات کے تعلق سے فرمایا کہ:

”لوگ پہلے سے کہیں زیادہ بے چینی، ذہنی دباو اور دماغی عوارض کا شکار ہو رہے ہیں۔ میرا تینیں ہے کہ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ لوگ اپنی مادی خواہشات اور تمباوں کے جال میں جکڑے ہوئے ہیں اور سب سے اہم وجہ یہ ہے کہ لوگ خدا تعالیٰ کو چھوڑ چکے ہیں۔ ہم ایک ایسی دنیا میں جی رہے ہیں جہاں جو جتنا امیر ہے اس کو اُتنا ہی اور چاہئے۔ بجائے اس کے کہ جو کچھ انکے پاس ہیں اس کلیئے وہ خدا تعالیٰ کے شکر گزار ہوں، وہ اس کی فکر میں ہیں جو انکے پاس نہیں ہے۔ مرد اور عورت دونوں ہی مادی خواہشات کو پورا کرنے کی اس دوڑ میں شامل ہیں۔“

”یہ بیکار کی لا حاصل تلاش صرف مایوسی اور بچینی کو بڑھائے گی اور بنی نوع انسان کو روشن خیال بنانے کے بجائے اندھیرے میں دھلیل دے گی۔ اگر کم ترقی یافتہ ممالک میں رہنے والے لوگ ٹوپی وی اور انٹرنیٹ پر جو دیکھتے ہیں، اس سے ان کے ذہنوں پر منفی اثرات مرتب ہو رہے ہیں تو ہم اندمازہ لگا سکتے ہیں کہ

کی ہے اس کا دس پندرہ سال قبل تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا،“ سیدنا حضور انور نے معاشرہ پر ہونے والے اس ترقی کے اثرات کے بارہ میں فرمایا کہ کس طرح پلک جھکتے ہیں دنیا کے ایک حصہ کے لوگ دوسرے حصہ کے لوگوں سے رابطہ قائم کر سکتے ہیں اور اپنے خیالات، اقدار اور ثقافت کو ساری دنیا میں پھیلائ سکتے ہیں۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسکن نے فرمایا کہ ٹیکنولوژی کی اس ترقی کے جہاں چند اچھے پہلو بھی ہیں وہیں اس کی وجہ سے معاشرہ میں مادیت پرستی اور ذہنی تناؤ میں بھی اضافہ ہو اے۔

”جب غربی کی زندگی گزار رہے لوگ دنیا کے دوسرے حصوں میں امراء کی ترقی یافتہ اور آرام دہ زندگی کو دیکھتے ہیں تو ان کے اندر اپنی مایوس کی حالت زار پر بچینی اور ڈکھ کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ لہذا جہاں سیٹلائزٹ ٹیکنولوژی اور انٹرنیٹ نے دنیا کو ایک گلوبل ونچ (Global Village) میں بدل دیا ہے، وہاں یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ ٹیکنولوژی صرف ثبت رنگ میں ہی اثر انداز ہوئی ہے۔“

سیدنا حضور انور نے فرمایا کہ جدید ٹیکنولوژی معاشرہ میں امراء اور غرباء کے پیچ کی کھانی کو اور گھر اکرنے کا کام بھی کر رہی ہے۔

”پیوہ دور سے جب دنیا اپنے آپ کو پہلے سے کہیں زیادہ مہذب اور ترقی یافتہ سمجھتی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ دنیا میں لوگوں کی اکثریت غربت کی سطح سے نیچے زندگی گزار رہی ہے اور ان کے (ذہنی) عذاب میں اضافہ کرنے کیلئے ان کو ترقی یافتہ ممالک میں امراء کے شاہانہ طرز زندگی اور بے پناہ قوت خرید سے متعارف کرایا جاتا ہے۔ جبکہ غرباء کو اپنی قیمتی کی بنیادی ضرورتوں کو پورا کرنے کیلئے روز آن سخت جدوجہد کرنی پڑتی ہے۔“

”لہذا جدید ٹیکنولوژی نے معاشرہ میں موجود (اس) خلاء کو پُر کرنے کی بجائے صرف عدم مساوات اور نا انصافی کو چکانے کا کام کیا ہے۔ جس کے نتیجہ میں مصیبت زدہ (غیریب) لوگوں میں قدرتی طور پر غم و غصہ، بچینی اور عدم اطمینان کا احساس جگہ پانے لگا ہے۔ ایک طرف جہاں امیر حکومتیں اور عوام یہ خیال کرتے ہیں کہ سیٹلائزٹ ٹیکنولوژی اور انٹرنیٹ غریب ممالک میں لوگوں کیلئے ترقی کے سامان پیدا کر رہے ہیں وہیں حقیقت یہ ہے کہ اس ٹیکنولوژی نے غرباء میں احسان محرومیت کے کیل کو گاڑنے کا کام کیا

حالات کے بارہ میں فرمایا:
”قطع نظر اس کے کہ معاشرہ میں ان کا کیا مقام

ہے چاہئے وہ تاجر ہوں، دیگر ماہرین ہوں یا تعلیم کے شعبہ میں ہوں، پاکستان میں احمدیوں کو لگا تاریخ و ستم اور ناصافی کا نشانہ بنایا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ چھوٹے احمدی بچوں کو بھی ان کے اساتذہ یا دیگر بچوں کی طرف سے ہراساں کیا جاتا ہے جس کا ان (احمدی) بچوں پر برا اثر پڑتا ہے۔ اسی طرح دیگر تعلیم یا قسم طبقہ بھی، جس میں پاکستانی یونیورسٹیز کے پروفیسرز وغیرہ شامل ہیں، احمدیوں کے خلاف زہر یا تھبب سے بھرا ہوا ہے۔“

”آپ کو اپنے مذہب پر فخر کرنے کی بجائے یہ بات یاد رکھنی چاہئے اور اس کو بھولنا نہیں چاہئے کہ آپ کو یہ موقعہ کیوں ملا ہے۔ جہاں آپ اپنی تعلیم میں کامیابی کیلئے جدوجہد کرتے ہیں وہیں آپ کو یہ یاد رکھنا ہے کہ دین کو دنیا کے سبھی معاملات پر فوکیت دینی چاہئے۔ اگر آپ اپنی ترجیحات کو اس رنگ میں ترتیب دیں گے تو آپ کو اپنی زندگی پر بجا فخر ہو گا اور آپ اس ملک کیلئے بھی ایک نافع وجود نہیں گے۔ ایک اچھے شہری بننے کیلئے اپنی اعلیٰ صلاحیتیں اور ہمدردی کے استعمال کی کوشش کریں۔ دوسروں کو فائدہ پہنچانیں اور ایک بہتر ہم آہنگ معاشرہ کی تعمیر کیلئے اپنا ثابت کردار ادا کرنے والے بنیں۔“

سیدنا حضور انور نے ہم آہنگ و یکجاںی کے تعلق سے نصائح فرمائیں:

”آپ (اس معاشرہ کے ساتھ) ہم آہنگ ہو سکتے ہیں لیکن جیسا کہ میں پہلے کہہ چکا ہوں کہ اپنی اخلاقی اور مذہبی اقدار کی کبھی خلاف ورزی نہ کریں۔ مغربی معاشرہ سے ہم آہنگ کا بہتر طریق یہ ہے کہ اس ملک کی ترقی میں اپنا حصہ ڈالیں اور ساتھ ہی ساتھ اپنی مذہبی پیچان بھی بنائے رکھیں۔ درحقیقت، مغربی ممالک میں رہنے والے احمدیوں کی یہی مستدشاخت اور نمایاں خصوصیت ہونی چاہئے۔ اپنی اخلاقی اقدار اور معیار کو قربان کر کے آپ اپنے ملک کی مددیں کر سکتے۔“

سیدنا حضور انور نے وسیع پیمانے پر پھیلی ہوئی بے حیائی کے دور رں نقصان دہ اثرات کے تعلق سے فرمایا:

”المیہ یہ ہے کہ وہ لوگ جو اپنے آپ کو انتہائی ترقی یافتے اور تہذیب یافتے سمجھتے ہیں وہ آج کل کے اس معاشرہ میں پھیلی ہوئی

یہاں مادہ پرستی، لاچ اور صارفین کی ثقافت کے مرکز میں رہنے والے لوگوں کو کس قدر نقصان پہنچا یا جارہا ہے۔“

سیدنا حضور انور نے فرمایا کہ والدین کو اس تعلق سے باخبر رہنے کی ضرورت ہے کہ ان کے بچے آج کے ان جدید میڈیا پلیٹ فارمز میں کیا دیکھ رہے ہیں اور کیا استعمال کر رہے ہیں۔ آپ ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہ بے حد پریشان کن معاملات ہیں جہاں والدین مکمل طور پر ان معاملات سے بے خبر ہیں کہ ان کے بچے ان سے چھپا کر اپنے فون اور ٹبلیٹ پر کتنا نقصان دہ مواد دیکھ رہے ہیں۔

”سب جانتے ہیں کہ یہ سو شل میڈیا پلیٹ فارمز اتنے پُر کشش بنائے جاتے ہیں کہ ان کی لٹ لگ جاتی ہے جس کے پھر اگر خوفناک نتائج نکلتے ہیں۔ وال سٹریٹ جزیل میں شائع شدہ ایک حالیہ روپورٹ سے معلوم ہوا ہے کہ انسٹاگرام، جو کہ فیس بک کا ایک سو شل میڈیا پلیٹ فارم ہے، کی ایک اندر وہی تحقیق میں یہ بات ثابت ہوئی ہے کہ انسٹاگرام کی وجہ سے بچوں اور نو عمر لوگوں میں بچپنی اور دیگر ذہنی عوارض بڑھے ہیں۔ برطانیہ میں جن بچوں میں خودکشی کرنے کے خیالات پائے جاتے ہیں ان میں سے 13% نے اس بات کو قبول کیا ہے کہ ان میں اپنی ہی زندگی کو ختم کر لینے کی سوچ کی وجہ انسٹاگرام ہے۔“

سیدنا حضور انور نے مختلف ممالک سے یہاں آئے ہوئے احمدیوں سے، بالخصوص وہ احمدی مسلم جو مذہبی مظالم کی وجہ سے ہجرت کر کے آئے ہیں، فرمایا کہ وہ اپنی پیچان بنائے رکھیں اور اپنے اعلیٰ مقاصد کو ہمیشہ سامنے رکھیں۔

حضور انور نے فرمایا:

”وہ سبھی احمدی مسلمان جو مغرب میں پر سکون زندگی گزار رہے ہیں ان کو سمجھنا چاہئے کہ وہ خوش قسمت ہیں لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ احساس بھی ہونا چاہئے کہ ان کے کندھوں پر ایک بڑی مذہبی ذمہ داری بھی ہے۔ آپ یا آپ کے والدین یا ان کے والدین کی ان ممالک میں ہجرت کی بڑی وجہ یہی تھی کہ وہ آزادی سے اپنے مذہب کی تعلیم پر عمل پیرا ہو سکیں۔ لہذا اب آپ پر یہ ذمہ داری ہے کہ اس مقصد کو پورا کرنے کیلئے جدوجہد کریں نہ کہ مغربی دنیا کی اس مادہ پرستی میں غرق ہو کر رہ جائیں۔“

سیدنا حضور انور نے پاکستان میں احمدیوں کے تکمیل دہ

ساتھ یہ کھارا پانی، پیتا رہتا ہے کہ کبھی نہ کبھی یہ اس کی پیاس کو بچانے کا موجب بنے گا۔ لیکن یہ بھی اس کی پیاس کو نہیں بچا سکتا بلکہ آہستہ آہستہ زہر میں تبدیل ہو کر اس کی موت کا موجب بنتا ہے۔“

”یقیناً بہترین پانی وہی ہے جو آسمان سے بارش کی شکل میں نیچے اترتا اور ہمارے زندہ رہنے کی وجہ بتتا ہے۔ یہ تازہ پانی مٹی کو زندگی عطا کرتا اور سبھی جانداروں کی زندگی کو برقرار رکھتا ہے۔ ہمیں اس روحانی اور آسمانی پانی میں خود کو غرق کرنا چاہئے کہ یہ زندگی عطا کرنے والا اور روحوں کو پاک کرنے والا ہے۔ یہ وہ میٹھا پانی ہے جو ہمیں قائم رکھتا اور ذہنی سکون عطا کرتا ہے اور یہ صرف اور صرف خدا تعالیٰ کے قرب اور اس کے احکامات پر چل کر ہی حاصل کیا جا سکتا ہے۔“

سیدنا حضور انور نے شرم و حیا و شاستگی کی اہمیت کے بارہ میں بیان فرمایا کہ یہ اسلام کا ایک بنیادی اصول ہے۔ ”احمدی خواتین اور بچیوں کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ فیشن کے نت نے رجحانات کے نام پر اپنی شرم و حیا کو قربان نہ کریں۔ احمدی خواتین کو ہمیشہ اپنی پاک دامنی اور شرم و حیا کے تحفظ کو دھیان میں رکھنا چاہئے۔ ایسا نہ کرنا خدا تعالیٰ کے احکامات کی خلاف ورزی اور عورت کے وقار اور عرفت کے تحفظ کیلئے اسلام کی طرف سے مقرر کردہ حدود سے تجاوز کرنا ہوگا۔“

”یاد رکھیں کہ اسلام کی طرف سے مقرر کردہ حدود اس معاشرے میں، آپ کے عزت و قار کے تحفظ کا ایک ذریعہ ہیں، جہاں عورت مسلسل ہر اس کی جاتی ہے، اس کے ساتھ زیادتی کی جاتی ہے اور اس کا استھصال کیا جاتا ہے۔“

سیدنا حضرت امیر المؤمنین نے بایا بابس پہننے کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ اس کے نتیجہ میں احمدی خواتین کو احساس کمتری یا عدم تحفظ کے احساس کا شکار نہیں ہونا ہے۔ حضور انور نے فرمایا:

”آپ کو دوسروں کیلئے شرم و حیا کا ایک نمونہ قائم کرنا ہے تو وہ آپ سے سیکھیں نیز طاقت، خود اعتمادی اور شان سے اپنے دین کو پیش کرنا ہے۔“

”یقیناً اگر آپ میں خود اعتمادی ہے اور آپ اپنے دین کے متعلق کسی قسم کے احساس میں مبتلا نہیں ہیں تو پھر ان شاء اللہ اس

بے حیائی اور فناشی کے دور رں نقصانات سے نا آشنا ہیں۔ خدا جانتا ہے کب... لیکن ایک نہ ایک دن انہیں اپنی غلطی کا احساس ضرور ہو گا کہ آزاد خیالی انہیں بہت دور لے آئی ہے جہاں سے واپس لوٹ کر معاشرہ میں پھر سے اعلیٰ اخلاقی اقدار کا قیام کرنا بہت مشکل امر ہے۔ لہذا بھی احمدیوں کا یہ فرض ہے کہ وہ اپنے عقیدہ میں ہمت اور سچائی کے ساتھ قائم رہیں۔“

نیز فرمایا:

”اگر ہم یہ (معیار) حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں تو دوسروں کو اپنی غلطی کا احساس ہو گا اور پھر ہم ان کی رہنمائی کرنے اور ان کو ایک بہتر متبادل اخلاقی نظام پیش کرنے کیلئے تیار ہوں گے۔ مجھے یقین ہے کہ جماعت احمد یہ معاشرہ کا تحفظ کرنے میں کامیاب ہو گی اور اس کو اس حد تک نیچے گرنے سے بچا لے گی جہاں سے پھر واپسی کا امکان نہیں رہتا۔“

سیدنا حضور انور نے سچی قناعت اور اندر ورنی امن و سکون کے حصول کے زرائع کا ذکر کرتے قرآن کریم کی مندرجہ ذیل آیت کا حوالہ دیا۔ اللہ تبارک تعالیٰ فرماتا ہے:

”سنو! اللہ کے ذکر سے ہی دل اطمینان کپڑتے ہیں۔“

اس آیت کی بنیا پر سیدنا حضور انور نے فرمایا:

”یقیناً دنیاوی چکا چوندھ کبھی بھی سچا اور دیر پا اطمینان نہیں فراہم کر سکتی چاہے پہلی نظر میں یہ لتنی ہی پرکشش کیوں نہ لگے۔ جب ہم اس آیت کریمہ پر غور کرتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ یہ صرف قرآن کریم کا دعویٰ ہی نہیں بلکہ جماعت کے تقویٰ شعار بزرگان کا ذاتی تجربہ بھی ہے کہ سچا اطمینان اور اندر ورنی امن اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے سے ہی حاصل ہوتا ہے نہ کہ تفریح کے بے وقت اور سطحی زرائع سے۔“

حضور انور نے فرمایا کہ یقیناً ایک صحیت مندرجہ زندگی کیلئے تفریح کا ہونا بھی فائدہ مند ہے لیکن وہ سرگرمیاں جو مادی زندگی کی ہوں میں اضافہ کا باعث بنیں ان سے گریز کرنا چاہئے۔ حضور انور نے فرمایا کہ اس قسم کے بے فائدہ لہو و لعب سمندر کے کھارے پانی کی طرح ہیں۔

”یقیناً اس قسم کے سطحی اور نمائشی سامانِ تفریح کھارے سمندری پانی کی طرح ہیں جو کہ پیاس کو بچانے کی بجائے اس کو اور بڑھادیتا ہے۔ جس میں ذہانت اور حکمت کی کمی ہے وہ اس امید کے

قرآن کریم

ہم اس بات کے گواہ ہیں اور تمام دنیا کے سامنے اس شہادت کو ادا کرتے ہیں کہ ہم نے اس حقیقت کو جو خدا تک پہنچاتی ہے قرآن سے پایا ہم نے اس خدا کی آواز سنی اور اس کے پر زور بازو کے نشان دیکھے جس نے قرآن کو بھیجا۔ سو ہم یقین لائے کہ وہی سچا خدا اور تمام جہانوں کا مالک ہے۔ ہمارا دل اس یقین سے ایسا پُر ہے جیسا کہ سمندر کی زمین پانی سے۔ سو ہم بصیرت کی راہ سے اس دین اور اس روشنی کی طرف ہر ایک کو بلاطے ہیں ہم نے اس نور حقیقی کو پایا جس کے ساتھ سب ظلمانی پر دے اٹھ جاتے ہیں اور غیر اللہ سے درحقیقت دل ٹھنڈا ہو جاتا ہے۔ یہی ایک راہ ہے جس سے انسان نفسانی جذبات اور ظلمات سے ایسا باہر آ جاتا ہے جیسا کہ سانپ اپنی کینچلی سے۔

حضرت مرتضیٰ احمد، صحیح موعود۔ کتاب البریہ، روحانی خزانہ جلد 13۔ صفحہ 65

خطہ میں تبلیغ اسلام کے دروازے آپ کیلئے کھل جائیں گے۔“
سیدنا حضور انور نے مزید فرمایا:

”ہمیشہ یاد رکھیں کہ آپ کونہ صرف خود کو اور اپنے بچوں کو خطرہ سے محفوظ رکھنا ہے بلکہ دنیا بھر میں تبلیغ اسلام کیلئے بھی اپنا موثر اور نمایاں کردار ادا کرنا ہے۔ بنی اسرائیل کے دلوں پر فتح پانا ہماری زندگی کا مقصد ہونا چاہئے تا ایک دن تمام عالم انسانیت آنحضرت ﷺ کے چہنڈے تے جمع ہو جائے۔ ان شاء اللہ۔“

”یہ عظیم کام خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے ذمہ کیا ہے۔ اور ہر احمدی مرد و عورت کا یہ اولین فرض ہے کہ وہ اس کی انجام دہی کیلئے پورے دل اور اخلاص سے کوشش کرے۔ اگر ہم اس چیلنج کو قبول کر کے دنیا میں ایک روحانی انقلاب لانا چاہتے ہیں تو سب سے پہلے ہمیں خود کی اصلاح کرنی ہوگی۔“

سیدنا حضور انور نے اپنے ایمان افراد خاطب کے آخر میں فرمایا:

”دنیا میں ایک اخلاقی و روحانی انقلاب لانا ہماری ذمہ داری ہے۔ ہمیں اپنی اولادوں کی اس رنگ میں تربیت کرنی چاہئے تا وہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے اس عظیم مقصد کی پیغمبل کیلئے تیار ہو سکیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو اس امر کی توفیق عطا فرمائے کہ آپ بہتر رنگ میں کماحقة اپنے فرائض ادا کرنے والیاں ہوں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو آسمانِ احمدیت کے درخششہ ستارے بنادے۔ اللہ تعالیٰ مجھے امام اللہ کو ہر رنگ میں اپنے فیوض اور برکات سے نوازتا رہے۔ آمین۔“

بعد ازاں سیدنا حضور انور نے اختتامی دعا کروائی اور اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

ارشاد باری تعالیٰ

وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ

وَأَتُوا الْزَكُوْةَ

وَأَرْكَعُوا مَعَ الْرَّكِيعَيْنَ

(سورة بقرۃ، آیہ ۴۴)

ترجمہ: اور نماز قائم کرو

اور زکوٰۃ ادا کرو

اور جنکنے والوں کے ساتھ

جھک جاؤ

اطاعت کی اہمیت و برکات

حضرت انسؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا:

”جس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت سے اپنے ہاتھ کھینچا وہ اللہ تعالیٰ سے اس حال میں ملے گا کہ نہ اس کے پاس کوئی دلیل ہوگی نہ عذر اور جو اس حال میں مرآ کہ اس نے امام وقت کی بیعت نہیں کی تھی تو وہ جاہلیت اور گمراہی کی موت مرے گا۔“

(صحیح مسلم کتاب الامارہ باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين حدیث نمبر: ۳۲۳۱)

اسلام میں حقوق نسوان

جماعت احمدیہ گلاسکو اسکاٹ لینڈ ک آن لائے کانفرنس

ارشد محمود خان - گلاسکو



رواح الدین عارف صاحب مرbi سلسلہ کا تھا جس میں انہوں نے
جماعت احمدیہ عالمگیر کا مختصر تعارف پیش کیا۔

Margaret Ferrier MP
خواتین کے حقوق کے بارے میں نہ صرف اسلام میں
ہوئے کہا:

خواتین کے حقوق کے بارے میں نہ صرف اسلام میں بلکہ اس جدید دور میں جہاں ہم اب رہتے ہیں، آواز اٹھانا بہت ضروری ہے۔ ہم سارہ ایور اڑا اور سینا نیسا کے قتل کے حالیہ واقعات کی مذمت کرتے ہیں۔ مجھے کچھ سال پہلے جلسہ سالانہ یوکے میں شرکت کرنے کا موقع ملا اور خواتین کے حقوق کے بارے میں حضرت مرزامسرو احمد (ایدہ اللہ تعالیٰ) کے خواتین سے خطاب میں بہت کچھ سیکھا۔ احمدیہ کمیونٹی ہمیشہ کوشش کرتی ہے کہ تمام عقیدے، نسل اور برادریوں کو اکٹھا کر کے بہت سے موضوعات پر بات چیت کی جائے۔ میں جماعت احمدیہ کی عالمی مسائی جو اس نے امن قائم کرنے، خدمتِ خلق اور حقوق نسوان جیسے اہم معاملات پر ہیں بہت قدر کرتی ہوں۔

ایک مختصر و یہودکھانی گئی جس میں ایک احمدی خاتون نے پرده کے بارہ میں اسلامی نظریہ پیش کیا اور بتایا کہ ہم مسلمان خواتین کیوں پرده کرتی ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسلام سے پہلے یہودیت اور عیسائیت میں بھی پرده کرنے کا حکم تھا اور اس کی افادیت ہر جگہ رہی ہے۔

the member, Jackie Baillie MSP

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مومنوں میں سے کامل الایمان وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں اور تم میں سے خلق کے لحاظ سے بہترین وہ ہے جو اپنی عورتوں کے لئے بہتر ہے۔ (سنن الترمذی)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام خاوند کے فرائض اور بیویوں سے حسن سلوک کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ”نشاء“ کے سوا باقی تمام کج خلقیاں اور تینخیاں عورتوں کی برداشت کرنی چاہئیں، اور فرمایا کہ ”ہمیں تو کمال بے شرمی معلوم ہوتی ہے کہ مرد ہو کر عورت سے جنگ کریں۔ ہم کو خدا نے مرد بنایا ہے۔ درحقیقت ہم پر اتمام نعمت ہے۔ اس کا شکر یہ یہ ہے کہ ہم عورتوں سے لطف اور نرمی کا برتاؤ کریں۔ ایک دفعہ ایک دوست کی درشت مزاجی اور بدزبانی کا ذکر ہوا کہ وہ اپنی بیوی سے (بڑا) سختی سے پیش آتا ہے۔ حضور علیہ السلام اس بات سے (بہت رنجیدہ ہوئے) بہت کبیدہ خاطر ہوئے۔ اور فرمایا ”ہمارے احباب کو ایسا نہ ہونا چاہئے“، پھر تحریر کرنے والے لکھتے ہیں کہ اس کے بعد حضور علیہ السلام بہت دیر تک معاشرت نسوان کے بارے (میں) لفتگو فرماتے رہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد دوم صفحہ 1-2۔ ایڈیشن 1985ء)

جماعت گلاسکو نے اس تبلیغی کانفرنس کا انعقاد 3 اکتوبر 2021ء بروز اتوار کو آن لائن کیا جسے یو ٹیوب، ٹویٹر، فیس بک اور زوم پر براہ راست نشر کیا گیا۔ پروگرام کا انعقاد تلاوت قرآن کریم اور انگریزی ترجمہ سے ہوا جس کے بعد افتتاحی خطاب مکرم و محترم

بیویوں کے حقوق ادا نہ کرنا ظلم اور زیادتی ہے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایمدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرماتے ہیں:

”بعض ایسی فطرت کے لوگ بھی ہوتے ہیں کہ

اس کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ بیویوں کے حقوق ادا نہیں کر رہے ہوتے ان پر ظلم اور زیادتی کر رہے ہوتے ہیں، مگر کے خرچ میں باوجود کشاش ہونے کے نتیجے دے رہے ہوتے ہیں، بیویوں کے حق مہر ادا نہیں کر رہے ہوتے، حالانکہ نکاح کے وقت بڑے فخر سے کھڑے ہو کر سب کے سامنے یہ اعلان کر رہے ہوتے ہیں کہ ہاں ہمیں اس حق مہر پر نکاح بالکل منظور ہے۔ اب پتہ نہیں ایسے لوگ دنیا دکھاوے کی خاطر حق مہر منظور کرتے ہیں کہ یاد میں یہ نیت پہلے ہی ہوتی ہے کہ جو بھی حق مہر کھوایا جا رہا ہے لکھوا لو کونسا دینا ہے، تو ایسے لوگوں کو یہ حدیث سامنے رکھنی چاہئے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جو اس نیت سے حق مہر کھواتے ہیں ایسے لوگ زانی ہوتے ہیں۔ اللہ رحم کرے اگر ایک نیصد سے کم بھی ہم میں سے ایسے لوگ ہوں، ہزار میں سے بھی ایک ہوں تو تب بھی ہمیں فکر کرنی چاہئے، کیونکہ پرانے احمدیوں کی تربیت کے معیار اعلیٰ ہوں گے تو نئے آنے والوں کی تربیت بھی صحیح طرح ہو سکے گی۔ اس لئے بہت گہرائی میں جا کر ان بالتوں کو خیال رکھنے کی ضرورت ہے۔“

(خطبہ جمعہ 27 فروری 2004
الفصل ریوہ 11 مئی 2004 ص 2)

پہلی دفعہ ہمارے پروگرام میں شامل ہوئیں اور انہوں نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ میں خواتین کے حقوق کے بارہ میں اسلامی نظریات سن کر بہت پر جوش ہوں اور خواہش کرتی ہوں کہ یہ تعلیمات ساری دنیا کو سنائی جائیں۔

اس کے بعد ایک مختصر و یہود کھائی گئی جس میں خواتین اور مردوں کے درمیان قائم حد فاصل کو بیان کیا گیا اور بتایا گیا کہ اس پر دے کے کیا کیا فوائد ہیں جس سے فواحش سے بچا جا سکتا ہے جو قرآن کی ایک جامع تعلیم بھی ہے۔

اس کا نفرنس کا ملکیدی خطاب ڈاکٹر زاہد خان صاحب نے کیا جو چیز میں ثاشی بورڈ، احمدیہ مسلم ایسوی ایشن برطانیہ ہیں۔ انہوں نے ایک سلامیڈ شو پیش کیا جس میں خواتین سے متعلق تمام ممتاز عمد موضعات جیسے جاپ، تعداد ازدواج، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی شادی کے وقت غیر، ایک جدید معاشرے میں خواتین کا کردار، تعلیم حاصل کرنے کا حق، وراثت، نوکری کے حصول اور اپنے خاندانوں کی دیکھ بھال وغیرہ کا تفصیلی ذکر تھا۔

کا نفرنس کا سب سے دلچسپ مرحلہ سوال و جواب کا تھا جس کے جواب ڈاکٹر زاہد خان صاحب اور مکرم رواح الدین عارف صاحب مرbi سلسلہ گلاسکو نے پیش کئے۔ اس موقع پر غیر مسلم سامعین کی طرف سے خواتین کے اسلام میں حقوق کے متعلق گردش کرتی ہوئی خبروں کے بارہ میں تھے جیسے افغانستان کی صورتحال اور مجموعی طور پر یورپی میڈیا میں اس موضوع پر جو الزامات لگائے جاتے ہیں۔

اس کا میاہ پروگرام کا اختتام محترم رواح الدین عارف صاحب مرbi سلسلہ گلاسکو کی دعا سے ہوا۔ ڈیڑھ گھنٹہ پر مشتمل اس پروگرام کو سینکڑوں لوگوں نے یوٹیوب اور سوشن میڈیا پر دیکھا اور اسلام احمدیت کا پیغام سننا۔ الحمد للہ



مَرْأَتُهُ مَوْلَىٰ وَتَمَنَّا خَدْمَتِ خَلْقٍ اسْتَ

مَجْلِسُ انصارِ اللہ اسکات لینڈ کی طرف سے

فلاحی اداروں کو عطیات

ارشد محمد خاں - گلاس گو

جمع کرنے ہیں اور ابھی مزید £5,000 جمع کرنے ہیں۔ عطیات اکٹھا کرنے میں تمام انصار بھائیوں نے بہت محنت کی مگر ان میں نمایاں نام مکرم عبدالغفار عابد صاحب کا ہے جنہوں نے £5,450 کے عطیات روڑی کلب اسکات لینڈ کی مدد سے جمع کئے۔ اسکے علاوہ اسکات لینڈ ریجن کو امسال سالانہ اجتماع انصار اللہ میں عطیات اکٹھے کرنے کی کوشش میں خصوصی انعام سے بھی نوازا گیا، الحمد للہ۔

مرکز کی منظوری کے بعد ان عطیات کی تقسیم کیلئے ایک جام پروگرام بنایا گیا اور ایک کمیٹی تشکیل دی گئی جس کے ذمہ مختلف کام تھے جیسے فلاحی اداروں اور ممبر آف یوکے اسکاٹش پارلیمنٹ سے روابط، اپنے فلاحی منصوبہ جات کی سوشن میڈیا پر تشویش جس سے تبلیغ کے بہت موقع میرا آتے ہیں، ورچوئل پروگرام کی رووال نشریات وغیرہ شامل تھے۔

مورخہ 19 ستمبر 2021ء دوپہر ساڑھے بارہ بجے تلاوت قرآن کریم اور انگریزی ترجمہ کے ساتھ اس آن لائن پروگرام کا آغاز ہوا جسے یو ٹیوب اور فیس بک پرنٹر کیا گیا جس میں بہت سے مسلم وغیر مسلم احباب نے شرکت کی۔ مکرم احمد کو ناؤ صاحب چیر میں چیری ٹی واک فارپیں اسکات لینڈ نے تمام حاضرین، مقررین اور فلاحی اداروں کے نمائندوں کو خوش آمدید کہا اور اس پروگرام کا مقصد بیان کیا۔

مکرم نعیم ستار صاحب نے پریزنسٹشن دکھائی جس میں انصار اللہ برطانیہ کے اس فلاحی منصوبے کی تفصیل تھی۔ مزید اس میں ہمارے ریجن کی فلاحی خدمات جیسے بے گھروں کیلئے تازہ کھانا اور دوسرے عطیات کا بھی تصاویر کے ساتھ ذکر تھا۔

يَسْأَلُونَكُمَاذَا يُنْفِقُونَ^۱
قُلْ مَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ حَيْثُ فَلَوْلَهُ الدَّيْنِ
وَالْأَقْرَبَيْنَ وَالْيَتَامَى وَالْمُسْكِنَى وَابْنَ السَّيِّئِلِ
وَمَا تَنْفَعُوا مِنْ حَيْثُ فَإِنَّ اللَّهَ بِهِ عَلِيمٌ^{۲۱۶}

وہ تجوہ سے پوچھتے ہیں کہ وہ کیا خرچ کریں۔ تو کہہ دے کہ تم (اپنے) مال میں سے جو کچھ بھی خرچ کرنا چاہو تو والدین کی خاطر کرو اور اقرباء کی خاطر اور تنیموں کی خاطر اور مسکینوں کی خاطر اور مسافروں کی خاطر۔ اور جو نیکی بھی تم کرو تو اللہ یقیناً اس کا خوب علم رکھتا ہے۔ (سورہ البقرۃ آیت 216)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ”پس تم جو میرے ساتھ تعلق رکھتے ہو۔ یاد رکھو کہ تم ہر شخص سے خواہ وہ کسی مذہب کا ہو ہمدردی کرو اور بلا تھیز ہر ایک سے نیکی کرو کیونکہ یہی قرآن شریف کی تعلیم ہے۔“ (ملفوظات جلد 4 صفحہ 219)

حضرت مسیح موعودؑ کی اس واضح تعلیم میں آپ نے فرمایا کہ بلا تھیز نگ نسل انسانیت کی خدمت ہی سب احمدیوں کا مقصد ہونا چاہئے چنانچہ مجلس انصار اللہ اسکات لینڈ نے اس پاکیزہ تعلیم کو عملی جامہ پہنایا۔ مجلس انصار اللہ برطانیہ ہر سال چیری ٹی واک فارپیں کے منصوبے کے تحت کئی لاکھ پاؤنڈ کے عطیات اکٹھے کرنے کا کام کرتی ہے جس میں برطانیہ کی تمام مجالس اور ریجن بھر پور طریقے سے اس کام میں مدد کرتے ہیں۔ اسکات لینڈ ریجن بھی پچھلے دس سال سے اس منصوبے کے تحت ہزاروں پاؤنڈا کھٹے کرتا رہا ہے اور مختلف فلاحی اداروں کو یہ امداد و فیض دادا کر دی جاتی ہے جو ہماری اس کاوش کو دوسری تنظیموں کے منصوبہ جات سے ممتاز بناتی ہے۔ اسکات لینڈ ریجن نے امسال £15,000 سے زیادہ کے عطیات

خدمات کا کھل کر اعتراف کیا۔ انہوں نے کہا کہ وہ ذاتی طور پر جماعت کے بہت سے پروگرام میں شامل ہو رہے ہیں اور جانتے ہیں کہ مجلس انصار اللہ اسکاٹ لینڈ نے ہزاروں پاؤنڈ کے عطیات اکھٹے کرنے کے بعد ان کی ادائیگی بہت سی فلاجی تنظیموں کو کی ہے۔ یقینی طور پر یہ مسامی رائیگاں نہیں جائیں گی اور ضرور تمدن لوگوں کی زندگی بدلنے میں اہم کردار ادا کریں گے۔

مکرم طاہریم احمد صاحب ناظم اعلیٰ مجلس انصار اللہ اسکاٹ لینڈ نے اپنے اختتامی خطاب میں تمام سیاستدانوں، حاضرین، مقررین اور فلاجی اداروں کے نمائندوں کا تہذیل سے شکریہ ادا کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں خوشی ہوتی اگر ہم آپ سب کو اپنی گلاسکو مسجد میں بلا تے اور کھانے سے تواضع بھی کرتے مگر کرونا کی وبا کی وجہ سے یہ پروگرام آن لائن کیا گیا ہے۔

آخر میں مکرم ظہیر احمد صاحب جتوئی چیریٹی واک فارپیس برطانیہ نے مختصر خطاب کیا اور بتایا کہ آج کی تاریخ میں پورے برطانیہ میں دس کے قریب ریجن میں اسی طرح کامیاب پروگرام کیا گیا ہے۔ مرکزی پروگرام بین الفتوح اندرن میں ہوا جس میں نہایت اہم سیاسی و سماجی شخصیات نے شرکت کی اور لاکھوں پاؤنڈ کے امدادی چیک فلاجی اداروں بیشمول مسروپ آئی ہسپتال برکینا فاسو کو عطیات کئے گئے۔ آپ نے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا جو پورے اسکاٹ لینڈ سے اس پروگرام میں شامل ہوئے اور جماعت احمدیہ کی پاکیزہ تعلیم محبت سب کیلئے نفرت کسی سے نہیں کامیاب پروگرام اختتام پذیر ہوا۔

جنگ میں امن

حضرت بریہہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ صحابہ کی کوئی پارٹی جہاد کے لئے روانہ فرماتے تو اس کے امیر کو صحیح فرماتے تھے کہ اللہ کا نام لے کر خدا کے رستے میں نکلو اور کبھی خیانت نہ کرو اور نہ کبھی دشمن سے بدعہدی کرو اور نہ قدیم و حشیانہ طریق کے مطابق دشمن کے مقتولوں کے اعضاء غیرہ کاٹو اور نہ کسی پنج یا عورت کو قتل کرو۔

(مسلم کتاب الجہاد و السیر باب تأمیر الامام الامراء حدیث نمبر 4522)

Member of Kaukab Stewart MSP
Scottish Parliament for Glasgow
ویڈیو پیغام دکھایا گیا جس میں انہوں نے جماعت احمدیہ اسکاٹ لینڈ کی انسانیت کیلئے خدمات کا اعتراف کیا۔

Kirsten Oswald MP. Hon.Rt
نے مجلس انصار اللہ اسکاٹ لینڈ کی طرف سے آن لائن فلاجی اداروں کیلئے امدادی چیک دینے کا سلسلہ شروع کیا اور ایک مختصر خطاب بھی کیا:

£700:Erskine Charity

£1,000:Ronald McDonald House

Linda Fabian Hon Member of Scottish Parliament

نے مجلس انصار اللہ اسکاٹ لینڈ کی طرف سے آن لائن فلاجی اداروں کیلئے امدادی چیک دینے کا سلسلہ جاری رکھا اور ایک مختصر خطاب بھی کیا:

£800:Aberlour Children's Charity

£1,000:Beatson Cancer Charity

Alison Thewliss MP. Hon.Rt

نے مجلس انصار اللہ اسکاٹ لینڈ کی طرف سے آن لائن فلاجی اداروں کیلئے امدادی چیک دینے کا سلسلہ جاری رکھا اور ایک مختصر خطاب بھی کیا:

£500:BJO Amara

:Glasgow Children's Hospital Charity

£1,000

£5,455:Poppy Scotland

ان عطیات کی ادائیگی کے بعد لارڈ پرووسٹ گلاسکو کونسل فیلپ برٹ کا ایک ویڈیو پیغام دکھایا گیا جس میں انہوں نے پروگرام میں شامل نہ ہو سکنے کی معذرت کی اور جماعت احمدیہ کی انسانیت کیلئے



اللہ کے پیاروں کی پیاری باتیں

دیا۔ طبیعت ہلکی ہو گئی۔

اللہ اللہ یہ اخلاق اور یہ چشم پوشی۔ بجائے عتاب کے میرے غم کو دور کرنے کی فکر میں لگ گئے۔” (اعلم قادیان مارچ 1935ء)

حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؒ لکھتے ہیں:

”پنڈت جے کشن صاحب قادیان میں ایک معمر آدمی ہیں۔ انہوں نے ایک دفعہ مجھے سنایا پنڈت چھمن داس نے حضرت صاحبؒ کے پاس جا کر کہا کہ مرزا جی فلاں فلاں دوست ادھر تو آپ سے بہت فوائد حاصل کرتے ہیں اور ادھر جب بازار میں جاتے ہیں تو آپ کو برا بھلا کہتے ہیں۔ تو مرزا صاحب نے جواباً فرمایا کہ پنڈت صاحب! ہماری مثال تو یہی کسی ہے کہ لوگ آتے ہیں اسے ڈھیلے بھی مارتے ہیں اور بیر بھی لے جاتے ہیں۔“

(اعلم قادیان 21 مئی 1934ء)

قادیان کے کنہیا علی صراف کا یہ بیان ہے کہ ایک دفعہ حضرت مرزا صاحب (مسح موعود) کو بٹالہ جانا تھا۔ آپ نے مجھے

ایک بار مولوی نور الدین صاحبؒ قادیان میں جب نئے نئے آئے تھے تو آپ کو کچھ ضرورت پیش آئی۔ آپ نے حضرت مسح موعودؒ سے تین سور و پیہ مِنگوایا اور پھر چند روز بعد جب آپ کے پاس روپیہ آگیا تو واپس کر دیا۔ حضورؒ کو جب پتا لگا تو آپ نے وہ روپیہ واپس کر دیا۔ لکھا کہ میں ساہو کار نہیں ہوں جو ادھار روپے قرض دوں۔ میں تو یہ سمجھا تھا کہ میرا مال آپ کا مال ہے اور آپ کا مال میرا ہے۔ (بر 30 نومبر 1911ء)

حضرت مشیٰ ظفر احمد صاحبؒ کپور تخلوی روایت کرتے ہیں:

”مجھے پان کھانے کی عادت تھی۔ میں ایک دفعہ سیر کو حضورؒ کے ساتھ گیا۔ آپ نے بھی از راہ نوازش پان طلب کیا۔ پان میں زردہ تھا۔ اس سے حضورؒ کو تکلیف ہوئی اور دور جا کر تھے کی۔ میں سخت شرمندہ ہوا اور میں نے قلبی تکلیف محسوس کی۔ آپ نے میری تکلیف کو دور کرنے کیلئے فرمایا کہ آپ کے پان نے تو دوا کا کام

والد کے بے پایاں احسانات میں سے ایک احسان

(حضرت چہری سر محمد ظفر اللہ خان صاحبؒ - تحدیث نعمت صفحہ 27)

جب میری کیویشن کے امتحان میں قریبًاً چھ مہینے باقی رہ گئے تو والد صاحب نے دریافت فرمایا کہ قرآن مجید کا ترجمہ کہاں تک پڑھ لیا ہے؟ میں نے عرض کی کہ ساڑھے سات پارے ختم کئے ہیں۔ اس پرانہوں نے فرمایا کہ اس رفتار سے تو تم کانج جانے تک شاید دس پارے بھی ختم نہ کر سکو اور میری بڑی خواہش ہے کہ کانج جانے سے پہلے تم سارے قرآن کریم کا کم سے کم سادہ ترجمہ ضرور سیکھ لو۔ اس سے آگے تمہارے اپنے ذوق اور اخلاق پر منحصر ہے لیکن اس قدر سکھا دینا میرا فرض ہے۔ اب وقت بہت تھوڑا رہ گیا ہے تم دن میں فراغت کے وقت دو تین روکوں کا ترجمہ دیکھ لیا کرو اور شام کو مجھ سے سنادیا کرو۔ چنانچہ اس طریق سے انہوں نے امتحان تک مجھ سے قرآن کریم کا ترجمہ سن لیا۔ جہاں تلفظ یا ترجمہ میں مجھ سے غلطی ہوتی آپ مجھے بتا دیتے۔ اولاد پر ماں باپ کے احسانات کا سلسلہ لامناہی ہوتا ہے مجھ پر میرے والد صاحب کے بے پایاں احسانات میں سے ایک احسان عظیم یہ تھا کہ انہوں نے مسلسل توجہ فرمائی مجھے قرآن کریم کے سادہ ترجمے سے شناسا کر دیا۔ اس کے نتیجہ میں قرآن کریم کے ساتھ میری اجنبیت دور ہو گئی اور میرے دل میں قرآن کریم کا احترام اور عظمت قائم ہو گئے اور مجھے قرآن کریم سے محبت ہو گئی۔ فجز اہ اللہ حسن الجراء

فرمایا کہ یکہ کرا دیا جائے۔ حضور جب نہر پر پہنچ تو آپ کو یاد آیا کہ کوئی چیز گھر میں رہ گئی ہے۔ یکے والے کو وہاں چھوڑ اور خود پیدل واپس تشریف لائے۔ یکے والے کو ٹپ پر اور سورا یاں مل گئیں اور وہ بٹالہ روانہ ہو گیا اور مرزا صاحب غالباً پیدل ہی بٹالہ گئے تو میں نے یکے والے کو بلا کر پیٹا اور کہا کم بخت! اگر مرزا نظام دین ہوتے تو خواہ تجھے تین دن وہاں بیٹھنا پڑتا تو بیٹھتا لیکن چونکہ یہ نیک اور درویش طبع آدمی ہے اس لئے تو ان کو چھوڑ کر چلا گیا۔ جب مرزا صاحب کو اس کا علم ہوا تو آپ نے مجھے بلا کر فرمایا۔ وہ میری خاطر کیسے بیٹھا رہتا اسے مزدوری مل گئی اور چلا گیا۔ (حیات طیبہ ص 16)

نام کا اثر

”رسم کے گھر میں ایک دفعہ چور آیا۔ وہ رسم سے زیادہ طاقتور تھا لیکن رسم کا نام طاقت میں بہت مشہور تھا۔ چور کو اس سے کبھی طاقت آزمائی کا موقع نہ ملا تھا۔ اس دن جب رسم نے پکڑا تو اس نے رسم کو گرا لیا اور اسکی چھاتی پر چڑھ بیٹھا۔ اس پر رسم نے چلا کر کہا، رسم آ گیا! رسم آ گیا! یہ سن کر چور بھاگ گیا۔ یہ رسم کے نام کا اثر تھا کہ اس نے ایسے طاقتور کو بھی بھگا دیا جس نے رسم کو گرا یا ہوا تھا۔“ (خطباتِ محمود جلد ۲ صفحہ ۲۰۰)

”علم سے مراد منطق یا فلسفہ نہیں ہے بلکہ حقیقی علم وہ ہے جو اللہ تعالیٰ الحض اپنے فضل سے عطا کرتا ہے،“

(حضرت مسیح موعود ﷺ،
ملفوظات، جلد ۱، صفحہ ۱۹۵)

غزل

عبداللہ علیم

سخن میں سہل نہیں جاں نکال کر رکھنا
 یہ زندگی ہے ہماری سنبھال کر رکھنا
 کھلا کہ عشق نہیں ہے کچھ اور اس کے سوا
 رضاۓ یار جو ہو اپنا حال کر رکھنا
 اسی کا کام ہے فرش زمیں بچھا دینا
 اسی کا کام ستارے اچھال کر رکھنا
 اسی کا کام ہے اس دکھ بھرے زمانے میں
 محبتوں سے مجھے مالا مال کر رکھنا
 بس ایک کیفیت دل میں بولتے رہنا
 بس ایک نشے میں خود کو نہال کر رکھنا
 بس ایک قامت زیبایا کے خواب میں رہنا
 بس ایک شخص کو حد مثال کر رکھنا
 گزرنما حسن کی نظارگی سے پل بھر کو
 پھر اس کو ذاتِ حق لازوال کر رکھنا
 کسی کے بس میں نہیں تھا کسی کے بس میں
 نہیں بلندیوں کو سدا پانچال کر رکھنا

درِ جنتِ دکھادے

(عطاء الجیب راشد)

رضا تیری ہے جو مولیٰ بتا دے
 مجھے اُس راہ پہ خود ہی چلا دے
 کمر خم ہے مری بار گنہ سے
 مرے اس بوجھ کو تو ہی ہٹا دے
 جو بن پڑتا ہے مجھ سے کر رہا ہوں
 مرے تھوڑے کو تو زیادہ بنا دے
 ہوں کب سے منتظر تیری بُدا کا
 نوید مغفرت مولیٰ سنا دے
 وہ جن سے پوچھ گچھ ہوگی نہ کوئی
 مقدر میرا بھی ایسا بنا دے
 ترے لاکن نہیں دامن میں کچھ بھی
 کوئی قابل گھر، اپنی عطا دے
 تھکا ہارا مسافر ہے یہ راشد
 درِ جنت اسے خود ہی دکھا دے

غزل-ڈاکٹر طارق انور باجوہ-لندن

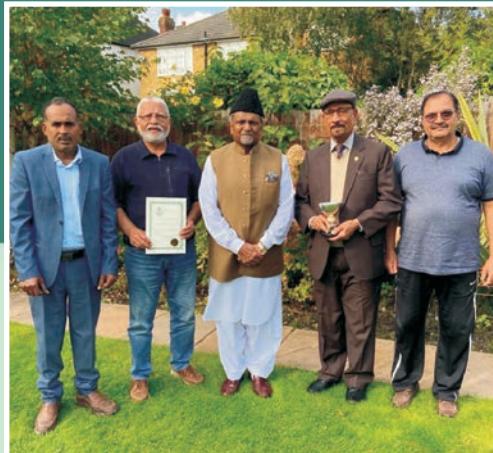
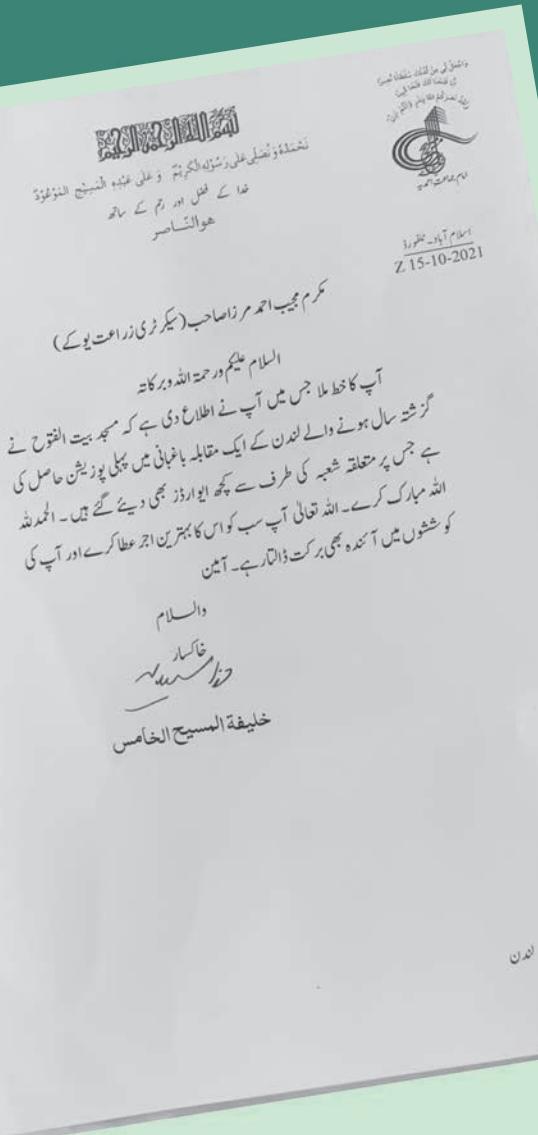
چلے جو دھوپ میں، پھر جسم نے تو جانا تھا
جو سایہ بن کے چلا، ساتھ اس کے چلانا تھا
قدم رکھا تھا جوانی میں کچھ دنوں پہلے
خبر نہیں تھی اسے اتنی جلدی ڈھلانا تھا
وہ ہم سے پہلے مسافر تھے، حوصلے والے
وگرنہ ہم نے کہا، راستہ بدلتا تھا
ہمیں ملی ہے، جو ہر سمت سے پذیرائی
سب تو اس کا بنا، شہر سے نکلنا تھا
جھکے ہیں شاہ بھی تسليم کر کے قدموں میں
حسد کی آگ میں تو حاسدوں نے جلانا تھا
کیا ہے نفتوں کو خون میں اگر شامل
دولوں میں ان کے محبت نے کیسے پلنا تھا
اگر نہ رحمتِ رحمان سے ہو قبولِ دعا
عذاب آیا ہوا، کیسے، کوئی ٹلننا تھا
ہے طارق اس کا ہوا ہر قدم پہ بُجودِ کرم
تو دل اسی کی محبت میں پھر مچنا تھا

غزل-مبارک صدیقی

ہم اُسکی چاہت میں زندگی یوں فنا کریں گے
کہ آنے والے ہمیں بھی مرشد کہا کریں گے
ہم اپنے لوگوں کی نفتوں کے ڈسے ہوئے ہیں
جو ہم محبت نہیں کریں گے تو کیا کریں گے
انہیں خبر کیا کہ دھوپ میں انتظار کیا ہے
یہ حُسن والے ہمیں بھی اب سانولا کریں گے
اگر یہ بندے کا اور خدا کا معاملہ ہے تو
میرے مسلک کا لوگ کیوں فیصلہ کریں گے
یہ لوگ جو آجکل تمہارے بنے ہوئے ہیں
ابھی یہ اچھے ہیں بعد میں مستلہ کریں گے
بہشت ایسے ہی خوش نصیبوں کی منتظر ہے
قدم قدم پر جو دوسروں کا بھلا کریں گے
ستم تو یہ ہے کہ اب زمانہ یا آ گیا ہے
کہ جان دو گے تو لوگ پھر بھی گلہ کریں گے
یہ آرزو ہے کہ جا کے ان کو غزل سنائیں
اگرچہ مشکل ہے پھر بھی ہم حوصلہ کریں گے
وہی مبارک قرار پائیں گے زندگی میں
جوروز اُٹھتے ہی موت سے مشورہ کریں گے

اعزاز

مسجد بیت الفتوح مقابلہ با غبانی میں اول



شرائط بیعت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے 12 جنوری 1889ء میں ایک اشتہار بعنوان ”تمکیل تبلیغ“ شائع فرمایا جس میں وہ دس شرائط بیعت جو جماعت میں مشہور و معلوم ہیں اور اب ہر بیعت فارم پر چھپی ہوئی ہوتی ہیں، تحریر فرمائیں اور وہ یہ ہیں۔

اول:

بیعت کندہ سچے دل سے عہد اس بات کا کرے کہ آئندہ اس وقت تک کہ قبر میں داخل ہو جائے شرک سے محنت بر ہے گا۔

چارم:

یہ کہ عام خلق اللہ کو عموماً اور مسلمانوں کو خصوصاً اپنے نفسانی جوشوں سے کسی نوع کی ناجائز تکلیف نہیں دے گا۔ زبان سے نہ ہاتھ سے کسی اور طرح سے۔

سوم:

یہ کہ بلا ناخہ پنجوئی نماز موافق حکم خدا اور رسول کے ادا کرتا رہے گا۔ اور حتی الوجع نماز تجویز کے پڑھنے اور اپنے نبی کریم ﷺ پر درود پڑھنے اور ہر روز اپنے گناہوں کی معافی مانگنے اور استغفار کرنے میں مدد و مدد اختری کرے گا۔ اور دلی محبت سے خدا تعالیٰ کے احسانوں کو یاد کر کے اس کی حمد اور تعریف کو اپنا ہر روزہ ورد بنائے گا۔

دوم:

یہ کہ جھوٹ اور زنا اور بد نظری اور ہر ایک فسق و فجور اور ظلم اور خیانت اور فساد اور بغاوت کے طریقوں سے بچتا رہے گا اور نفسانی جوشوں کے وقت ان کا مغلوب نہیں ہو گا اگرچہ کیسا ہی جذبہ پیش آوے۔

ہفتم:

یہ کہ تکمیر اور خوت کو بکھری چھوڑ دے گا اور فردتی اور عاجزی اور خوش خلقی اور حسینی اور مسکینی سے زندگی بس کر کے گا۔

ششم:

یہ کہ اتباع رسم اور متابعت ہوا و ہوس سے بازاً جائے گا اور قرآن شریف کی حکومت کو بلکل اپنے سر پر قبول کرے گا اور قَالَ اللَّهُ أَوْرَقَالَ الرَّسُولُ كَوَاپِنْ هِرِیک راہ میں دستور اعمال قرار دے گا۔

چشم:

یہ کہ ہر حال رنج و راحت اور عسر اور سر اور نعمت اور بلا میں خدا تعالیٰ کے ساتھ و فاداری کرے گا اور بہر حال راضی بقضا ہو گا اور ہر ایک ذلت اور ذکر کے قبول کرنے کے لئے اُس کی راہ میں تیار رہے گا اور کسی میہمت کے وارد ہونے پر اس سے مدد نہیں پھیرے گا بلکہ آگے قدم بڑھائے گا۔

وہم:

یہ کہ اس عاجز سے عقد اخوت مجھن للہ بالقرار طاعت در معروف باندھ کر اس پر تاویت مرگ قائم رہے گا اور اس عقد اخوت میں ایسا اعلیٰ درج کا ہو گا کہ اس کی نظیر دنیوی رشتہوں اور تعلقوں اور تمام خادمانہ حالتوں میں پائی نہ جاتی ہو۔

نهم:

یہ کہ عام خلق اللہ کی ہمدردی میں حضر اللہ مشغول رہے گا اور جہاں تک بس چل سکتا ہے اپنی خداداد طاقتیوں اور نعمتوں سے نبی نوع کو فائدہ پہنچائے گا۔

ہشتم:

یہ کہ دین اور دین کی عزت اور ہمدردی اسلام کو اپنی جان اور اپنے مال اور اپنی عزت اور اپنی اولاد اور اپنے ہر یک عزیز سے زیادہ تر عزیز سمجھے گا۔